اخبار احمدیّہ

قادیان ۲۹ر اخاء۔ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی صحت کے متعلق اخبار الفضل میں شائع شدہ ۲۴ر اخاء کی اطلاع مظہر ہے کہ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کی طبیعت اللہ تعالیٰ کے فضل سے اچھی ہے۔ الحمد للہ۔

قادیان ۲۹ر اخاء۔ محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب سلمہٗ اللہ تعالیٰ مع اہل و عیال بفضلہ تعالیٰ خیریت سے ہیں۔ الحمد للہ۔

● — علاقہ یو۔پی کی صوبائی احمدیہ کانفرنس بتاریخ ۴ و ۵ر نبوت (نومبر) بمقام شاہجہانپور منعقد ہو رہی ہے۔ جس میں شرکت کے لئے قادیان سے محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب مع بیگم صاحبہ (صدر لجنہ اماء اللہ مرکزیہ) اور صاحبزادہ مرزا کلیم احمد بتاریخ ۲ر نبوت قادیان سے روانہ ہوں گے۔ اس سفر میں لکھنؤ اور دہلی بھی تشریف لے جائیں گے اور ۱۲ر نومبر کو واپس قادیان تشریف لائیں گے۔ احباب دعا فرمائیں کہ کانفرنس کا انعقاد ہر طرح سے بابرکت ہو اور جماعتی لحاظ سے بہترین نتائج کا حامل ہو آمین۔

۸ر شعبان ۱۳۸۸ھ ہجری — ۳۱ر اخاء ۱۳۴۷ھ ہجری شمسی — ۳۱ر اگست ۱۹۶۸ء

مَیں دیکھ رہا ہوں کہ وہ وقت بڑا قریب ہے کہ جب اسلام ساری دُنیا میں پھیل جائیگا

غلبہ بہرحال اسلام کا ہے اور یہ غلبہ خُدائی وعدہ کے مطابق جماعتِ احمدیّہ کے ذریعہ ہو گا

اگر تم صبر اور دُعا کے مقام پر قائم رہو تو خدا تعالےٰ اپنی بشارتیں اور وعدے ضرور پُورے کریگا

خُدّام سے سیّدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثّالث ایّدہُ اللہ تعالےٰ کا رُوح پرور اور پُر ولولہ خطاب

ربوہ میں مجلس خدام الاحمدیہ کا ۲۶ واں سالانہ اجتماع بتاریخ ۱۸ر تا ۲۰ر اخاء منعقد ہوُا۔ اجتماع کے آخری روز سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالےٰ نے خُدّام سے جو رُوح پرور اختتامی خطاب فرمایا اس کا ملخص اخبار الفضل میں شائع ہوُا ہے۔ جسے افادۂ احباب کی خاطر ذیل میں نقل کیا جاتا ہے ——— (ایڈیٹر)

تشہّد، تعوّذ اور سورۂ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور ایدہُ اللہ تعالےٰ نے اپنے گزشتہ خطبات کے تسلسل میں جو اجتماع کے افتتاح کے موقعہ پر آپ نے فرمایا تھا فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کی، اس کے رسُولؐ کی اور باہم ایک دوسرے کی امانتوں کو پُورے طور پر ادا کرنے والوں کو اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں بہت سی بشارتیں دی ہیں۔ اللہ کی امانت ادا کرنے والوں کو بُشْرٰی لِلْمُؤْمِنِيْنَ اور بُشْرٰی لِلْمُحْسِنِيْنَ کے الفاظ میں، رسول کی امانت ادا کرنے والوں کو بَشِّرِ الْمُحْسِنِيْنَ اور باہمی امانت ادا کرنے والوں کو لِتُبَشِّرَ بِهِ الْمُتَّقِيْنَ کے الفاظ میں بشارت دی گئی ہے۔

حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اِن امانتوں کو بجا لانے کا طریق کیا اختیار کیا جائے؟ اس کا جواب بَشِّرِ الْمُخْبِتِيْنَ کے الفاظ میں ہے کہ عاجزی کی راہوں کو اختیار کرکے۔ نیز فرمایا کہ حکم کی بہترین اطاعت کرکے۔

اس کے بعد حضور نے فرمایا کہ اگرچہ اللہ تعالےٰ کی بشارتوں کے وعدے حق ہیں لیکن اللہ تعالیٰ نے یہ بھی فرمایا ہے کہ میری بشارتوں کے وارث بننے کے لئے تمہیں میری راہ میں تکالیف اور مصائب کو بھی بشاشت سے قبول کرنا ہوگا۔ جیسے فرمایا:-

وَلَنَبْلُوَنَّكُمْ بِشَيْءٍ مِّنَ الْخَوْفِ وَالْجُوْعِ وَنَقْصٍ مِّنَ الْاَمْوَالِ وَالْاَنْفُسِ وَالثَّمَرَاتِ وَبَشِّرِ الصّٰبِرِيْنَ ۝ الَّذِيْنَ اِذَا اَصَابَتْهُمْ مُّصِيْبَةٌ قَالُوْا اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ ۝

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے بھی قرآنی تعلیم کے مطابق اور حضرت نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی سُنّت کی اتباع میں ہمیں خدائی بشارتوں کے وعدے بھی دئے ہیں اور ابتلاؤں اور مصائب کی خبریں بھی دی ہیں۔ اس ضمن میں حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی کتب سے چند اقتباسات پیش فرمائے جن میں یہ ذکر ہے کہ تم خوش ہو اور خوشی سے اچھلو کہ خدا تمہارے ساتھ ہے اگر تم صدق اور ایمان پر قائم رہو گے تو فرشتے تم کو تعلیم دیں گے۔ پس ماریں کھاؤ اور صبر کرو۔

اس کے بعد حضور ایدہُ اللہ تعالےٰ نے ان خدائی بشارتوں اور وعدوں کا ذکر فرمایا جو اللہ تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور آپؐ کے صحابہؓ سے کئے تھے۔ اور کفار کے اُن لرزہ خیز مظالم کا تذکرہ فرمایا جنہیں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم اور آپؐ کے صحابہؓ نے خدا کی راہ میں بشاشتِ قلبی کے ساتھ قبول فرمایا۔ اور یہ کہ ان مصائب اور مظالم کے وقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنے صحابہؓ کو صبر کی تلقین فرماتے۔ اس کا نتیجہ یہ ہوُا کہ خدائی وعدے پُورے ہوئے چنانچہ اسلام غالب آگیا۔ اور معاندین کے منصوبے خاک میں مل گئے۔

اپنا رُوح پرور خطاب جاری رکھتے ہوئے حضور نے فرمایا کہ جب انسان اپنے رب سے دُور ہو جاتا ہے اور اس کی بدبختی انتہا کو پہنچ جاتی ہے تو خدا تعالیٰ اپنے رسول کو بھیجتا ہے۔ اس وقت دُنیا کی سب طاقتیں ان کے خلاف صف آرا ہو جاتی ہیں لیکن رسول کی حسین اور شیریں آواز دبتی نہیں بلکہ ساری دنیا میں پھیلنی شروع ہو جاتی ہے تب مخالفین کا جوش بھی بڑھ جاتا ہے۔ اس وقت اللہ تعالیٰ مومنوں کو ابتلا میں ڈالتا ہے لیکن انہیں ہلاک کرنے کے لئے نہیں بلکہ دُنیا پر یہ ظاہر کرنے کے لئے کہ انہیں میرے ساتھ پختہ تعلق حاصل ہے۔ یہ ان ابتلاؤں میں مجھے چھوڑ کر نہیں جائیں گے۔ نیز یہ کہ میرے انعام وہی لوگ حاصل کر سکتے ہیں جو میری خاطر دُکھ قبول کرتے ہیں۔

اس کے بعد مومنوں کے لئے وعدہ پورا ہونے کا وقت آتا ہے تو اُن کے چہرے وُجُوْهٌ يَّوْمَئِذٍ مُّسْفِرَةٌ ضَاحِكَةٌ مُّسْتَبْشِرَةٌ کے مصداق ہوتے ہیں یعنی اُن کے چہرے اطمینان کامرانی اور اللہ کی عظمت کے جلوؤں سے چمکنے والے چہرے ہوتے ہیں جن پر مسکراہٹ کھیل رہی ہوتی ہے اور وہ رحمتِ الٰہی کے سایہ میں خوش اور شاد ہوتے ہیں۔

اس کے بعد حضور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ دُنیا اس وقت بھی اسلام پر بڑی طاقت سے حملہ آور ہے۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے

(باقی دیکھیں صفحہ ۱۱ پر)

ملک صلاح الدین ایم اے پرنٹر پبلشر نے راما آرٹ پریس امرتسر میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع کیا۔ پروپرائٹر صدر انجمن احمدیہ قادیان

ہفت روزہ بدر قادیان .... مورخہ ۳۱ اخاء ۱۳۴۷ ہش

کلکی اَوتار ——— اور ——— محبت کا سندیش

حضرت امام جماعتِ احمدیّہ سیّدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ کا تحریر فرمودہ ایک مضمون "وہی ہمارا کرشن" بصورتِ ٹریکٹ بہت سالوں کا شائع شدہ موجود ہے جس میں ہندو بھائیوں کو محبت اور پریم کا ایک سندیش دیا گیا ہے۔ یہ مضمون پڑھنے کے لائق ہے۔ حال ہی میں اس ٹریکٹ کا حوالہ دیتے ہوئے امرتسر کے ہفت روزہ "سناتن دھرم پرچارک" میں شری بی آر گوتم جی جرنلسٹ گورو محل امرتسر کا ایک مضمون زیرِ عنوان "کلکی اوتار" شائع ہوا ہے۔ اور ساتھ ہی ہم سے اس کا جواب بھی مانگا گیا ہے۔ اس لئے مضمون نگار کی اس خواہش پر آج کی صحبت میں ہم اسی مضمون کا جائزہ پیش کرتے ہیں۔

قبل اس کے کہ ہم جائزہ کی تفصیلات قلمبند کریں ضروری معلوم ہوتا ہے کہ قارئینِ کرام کو دیگر مذاہب اور اُن کے نبیوں کے بارہ میں احمدیہ جماعت کے نقطۂ نظر سے واقف و آگاہ کردیں تاکہ انہیں ہماری بات ذہن نشین کرنے میں زیادہ سہولت رہے۔

مقدّس بانیٔ سلسلہ عالیہ احمدیہ حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی علیہ السّلام نے اپنی وفات (۱۹۰۸ء) سے چند روز قبل ایک لیکچر قلمبند فرمایا جو بعد میں "پیغامِ صلح" کے نام سے شائع ہوا۔ اس میں آپ نے بڑے ہی جامع الفاظ میں اس بارے میں روشنی ڈالتے ہوئے واضح فرمایا:-

"ہم لوگ دوسری قوموں کے نبیوں کی نسبت ہرگز بد زبانی نہیں کرتے۔ بلکہ ہم یہی عقیدہ رکھتے ہیں کہ جس قدر دُنیا میں مختلف قوموں کیلئے نبی آئے ہیں اور کروڑہا لوگوں نے اُن کو مان لیا ہے اور دُنیا کے کسی ایک حصّہ میں ان کی محبت و عظمت جاگزیں ہو گئی ہے اور ایک زمانہ دراز۔ اس محبت اور اعتقاد پر گذر گیا ہے تو بس یہی ایک دلیل ان کی سچائی کے لئے کافی ہے۔ کیونکہ اگر وہ خدا کی طرف سے نہ ہوتے تو یہ قبولیت کروڑہا لوگوں کے دِلوں میں نہ پھیلتی۔ خدا اپنے مقبول بندوں کی عزّت دُوسروں کو ہرگز نہیں دیتا۔ اور اگر کوئی کاذب ان کی کرسی پر بیٹھنا چاہے تو جلد تباہ ہوتا اور ہلاک کیا جاتا ہے۔"

"اس بناء پر ہم وید کو بھی خدا کی طرف سے مانتے ہیں اور اس کے رشیوں کو بزرگ اور مقدّس سمجھتے ہیں۔" (پیغامِ صلح صفحہ ۲۲ و ۲۳)

اور مخصوص طور پر شری کرشن جی کے بارے میں آپؑ نے فرمایا:-

"ایک بزرگ اوتار جو اس ملک اور نیز بنگالہ میں بڑی بزرگی اور عظمت کے ساتھ مانے جاتے ہیں جن کا نام سری کرشن ہے وہ اپنے مُلہَم ہونے کا دعویٰ کرتے ہیں۔ اور اُن کے پَیرو نہ صرف اُن کو مُلہَم بلکہ پرمیشر کر کے مانتے ہیں۔ مگر اس میں شک نہیں کہ سری کرشن اپنے وقت کا نبی اور اوتار تھا۔ اور خدا اس سے ہمکلام ہوتا تھا۔" (ایضاً صفحہ ۱۰۱)

ان دونوں اقتباسات سے یہ بات واضح ہوجاتی ہے کہ اِسلام کی اصُولی تعلیم کی روشنی میں احمدیہ جماعت تمام مذاہب کے پیشواؤں بالخصوص ہندو صاحبان کے رشیوں کو اسی طرح عزّت و احترام کے قابل خیال کرتی ہے جس طرح ایسے نبیوں اور بزرگوں کو جن کا قرآن کریم یا دیگر اسلامی لٹریچر میں صراحتاً ذِکر آتا ہے۔

انسان اپنی زندگی کے ہر مرحلہ پر نمونہ کا محتاج ہے۔ اِس جہان کا پیدا کرنے والا لوگوں میں سے ایک کو چُن لیتا ہے اور اُسے اپنے خاص گیان سے حصّہ دیتا ہے۔ وہ عِلم و معرفت میں سب سے بڑھا ہوُا ہوتا ہے۔ اس کی ساری زندگی اپنے مخاطب لوگوں کے لئے نمونہ ہوتی ہے۔ انسانی دائرہ میں رہتے ہوئے اس سے ایسے معجزات اور کرامتیں بھی ظاہر ہوتی ہیں جن سے خدا کی ذات پر یقین بڑھتا ہے۔ اس برگزیدہ وجود کی پاک صحبت میں رہ کر حلقۂ اثر افراد کی آتما پوتر ہوتی ہے۔ ان کی اخلاقی زندگی درست ہوکر دُنیا میں پُر امن ماحول تیار ہوتا ہے۔ اس طرح ان کے ذریعہ انسانیت کو حقیقی سُکھ اور چَین حاصل ہوتا ہے۔

ہندو روایات میں جو واقعات ہندو اوتاروں کی طرف منسوب کئے گئے ہیں اُن پر ایک لمبا زمانہ گزر جانے کے باعث اصل حقیقت مدھم پڑگئی۔ اور قصّہ کہانی کے طور پر مبالغہ کا رنگ غالب آگیا۔ استعاروں کی زبان کو غلطی سے ظاہر پر محمول کر لیا گیا۔ ورنہ حقیقت یہ ہے کہ خدا کے اوتار کوئی شعبدہ باز نہیں ہوتے وہ تو نیکی اور بھلائی کے پُتلے ہوتے ہیں۔ وہ اپنی عملی زندگی، پاک صحبت اور رُوحانی جاذبیّت کے ساتھ لوگوں کے دِل بدل دیتے ہیں۔ اُن کو نئی زندگی کے سانچے میں ڈھالتے ہیں۔

ذرا غور تو کیجئے کہ کرشن کا چھوٹی اُنگلی پر گوبردھن پربت اُٹھا لینا۔ بھگوان شیو کا زہر پی جانا۔ باون اوتار کا تین قدموں سے پرتھوی کو ناپ ڈالنا، بھگوان کرشن کا اپنے گورو کے مرحوم بیٹے کو دوبارہ زندہ کر دینا، بھگوان کرشن کے راس منڈل میں بےشمار روپ بنا کر راس لیلا میں حصّہ لینا وغیرہ جن کو مضمون نگار نے "ہندو گرنتھوں میں اوتار کے سمبندھ میں شرائط و قوانین" کے طور پر پیش کیا ہے اور کہا ہے کہ چونکہ بانیٔ سلسلہ عالیہ احمدیّہ سے ایسے افعال سرزد نہیں ہوئے اس لئے کلکی اوتار ہونے کے بارے میں آپ کا دعوےٰ درست نہیں۔ ان باتوں سے انسان کی رُوحانیت پر کیا اثر پڑتا ہے؟ کیا چھوٹی اُنگلی سے پربت اُٹھا لینے سے لوگوں کی اخلاقی حالت درست ہو جائے گی؟ اُن کے دِلوں سے گناہوں کی رغبت مِٹ جائے گی؟ وہ بدکرداریوں کو ترک کرکے نیک اور پارسا بن جائیں گے؟ کیا تین قدموں سے پرتھوی کو ناپ ڈالنے سے لوگ جھوٹ، دغا بازی، زناکاری، شراب نوشی، ظلم و تعدّی، رشوت ستانی وغیرہ سے باز آجائیں گے؟ ضرورت تو اِس بات کی ہے کہ ایشوری اوتار لوگوں کو راہِ راست پر لائیں۔ ان کو گندی زیست سے نجات دے کر نیک اور صالح خدا ترس بندے بنا دیں۔ جس سے دُنیا میں امن اور سُکھ کی فضا پیدا ہو۔

اصل بات یہی ہے کہ اوتاروں کی طرف منسوب یہ سب باتیں جو ہندو روایات میں بیان ہوئی ہیں استعاروں کا رنگ رکھتی ہیں۔ جن کو ظاہر پر محمول کرنا سخت غلطی ہے۔ یہ سب باتیں اپنے اندر پُر لطف تشریحات رکھتی ہیں۔ مگر افسوس عجوبہ پسند دُنیا نے ان کو ظاہر پر محمول کر لیا۔ اور آج حالت یہ ہے کہ اُن کے پیچھے جو اعلیٰ درجہ کی رُوحانیت کام کرتی تھی اُسے یکسر بھلا دیا گیا۔ اور پُر از معرفت واقعات کو الف لیلوی رنگ دے کر محض قصّہ اور کہانی کے طور پر بیان کرنا شروع کر دیا۔ پس جب یہ صُورت ہے تو حضرت بانیٔ سلسلہ احمدیّہ پر بھی کوئی اعتراض نہ رہا کہ ہُو بہُو ایسے ہی واقعات آپؑ کے ذریعہ کیوں ظاہر نہیں ہوئے ——— !!

اور یہ جو مضمون نگار نے اِس زمانے کے اوتار حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی علیہ السّلام سے پُرانے ہندو اوتاروں کی طرح کے افعال ظاہر ہونے کا مطالبہ کیا ہے اور کہا ہے کہ اگر حضرت مرزا صاحب کلکی اوتار تھے تو آپ نے بھی ایسا ایسا کرکے کیوں نہ دکھایا۔ سو یہ کوئی نیا مطالبہ نہیں۔ ہر زمانے میں خدا تعالیٰ کے جو بھگت آئے حقیقت کو نہ سمجھتے ہوئے دُنیا نے اُس کے سامنے ایسے ہی عجیب و غریب مطالبے رکھ کر اُس کی شناخت کو مشتبہ کرنے کی کوشش کی۔ مگر ہر قسم کی مخالفت کے باوجود سچے بھگتوں کی مقبولیت رُک نہ سکی۔ جہاں تک حضرت مرزا صاحب کی ذات کا تعلق ہے بِلاشُبہ آپ کو بھی خدا تعالیٰ کی طرف سے عظیم الشّان معجزات اور خارقِ عادت کرامات ملیں۔ ان کی تفصیل کا یہ موقعہ نہیں۔ جماعتِ احمدیّہ کے لٹریچر میں اس کا بکثرت ذکر موجود ہے۔

منجملہ اُن عظیم القدر معجزات کے آپؑ کا ایک بہت بڑا معجزہ تو یہی ہے کہ آپؑ کے ذریعہ باعمل، نیک اور پارسا افراد کی جماعت تیار ہوئی ہے جس کی نظیر آج ساری دُنیا میں کہیں مل نہیں سکے گی۔ ہم مضمون نگار کو دعوت دیتے ہیں کہ وہ قادیان آئیں اور چند روز احمدیوں کے اندر رہ کر قریب سے مطالعہ کریں۔ امرتسر سے قادیان کوئی دُور نہیں۔ یہ برگزیدہ جماعت باقاعدہ تنظیم کے تحت ساری دُنیا میں نیکی کا پرچار کر رہی ہے اور اندر ہی اندر اس مقدّس جماعت

(بقیہ صفحہ دس پر)

خطبہ جمعہ

رَبِّ کُلُّ شَیْءٍ خَادِمُکَ رَبِّ فَاحْفَظْنَا وَانْصُرْنَا وَارْحَمْنَا

یہ ایک جامع اور کامل دعا ہے جو ہمیں سچی توحید سکھاتی ہے

دوستوں کو چاہیئے کہ وہ کثرت سے اور التزام کے ساتھ اس دعا کو پڑھیں تا وہ اللہ تعالیٰ کی حفاظت میں آجائیں

از سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ ۴ اخاء ۱۳۴۷ ہش بمقام مسجد مبارک ربوہ

سورۂ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی مندرجہ ذیل الہامی دعا پڑھی :-

رَبِّ کُلُّ شَیْءٍ خَادِمُکَ
رَبِّ فَاحْفَظْنَا وَانْصُرْنَا وَارْحَمْنَا

اس کے بعد فرمایا :-

اے میرے رب ہر چیز تیری خدمتگزار ہے

وہ تیرے قانونِ تسخیر کے ماتحت اس کام میں لگی ہوئی ہے جس پر تو نے اسے لگایا ہے۔ اور ہماری عینِ یقین نے دیکھا ہے کہ آسمانوں اور زمین کی ہر چیز تو نے ہماری خدمت پر مسخر کی ہوئی ہے اور تو نے اپنی ساری نعمتیں (ظاہری و باطنی) ہم پر پانی کی طرح بہا دی ہیں۔ ہمارے نفس اور ہماری روح تیرے احسانوں اور فضلوں کے نیچے دبے ہوئے ہیں۔ شکرِ نعمت تو ممکن نہیں مگر اے ہمارے رب، ہمارے محبوب، ہم بھی تیرے عاجز خادم ہیں۔ اپنے خادموں کی التجا سن

رَبِّ فَاحْفَظْنَا

اے ہمارے رب ہمیں اپنی حفاظت میں لے لے۔ ہمیں ضائع ہونے سے بچا لے۔ ہمارے اعمال، بدیوں، کمزوریوں، بداخلاقیوں، فسق و فجور سے ضائع نہ ہو جائیں۔ طاغوتی طاقتیں ہم پر کامیاب وار نہ کر سکیں۔ تیرے پیار کی راہوں سے ہم کبھی بھٹک نہ جائیں اپنی اپنی استعداد کے مطابق ہم میں سے ہر ایک تیری ربوبیتِ تامہ سے کامل حصہ لے۔ ہم اپنی استعدادوں کو کمال تک پہنچائیں۔ اور تیرے قرب کے مقامات کو حاصل کریں۔ ہم اس یقین پر ہمیشہ قائم رہیں کہ ہمارا محبوب رب (عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ

حَفِیْظٌ) ہر چیز کا محافظ ہے اور

وہی حفاظت کا حقیقی سرچشمہ ہے

جو بھی، اے ہمارے رب تیرے امن سے وابستہ نہیں رہتا ہلاکت کے گڑھے میں گر جاتا ہے۔ اطاعت میں ہی سب حفاظت ہے۔ اے ہمارے رب تو ہی وہ قادر و توانا ہے جو آسمانوں اور زمین اور ان میں بسنے والی سب اشیاء کی حفاظت سے کبھی تھکتا نہیں۔ تیرا علم ہر شے پر حاوی ہے۔ اور ہر شے کی حفاظت کی قدرت تجھ میں موجود ہے۔

رَبِّ فَاحْفَظْنَا

پس اے ہمارے ربّ ہمیں اپنی حفاظت میں لے لے ہمیں ضائع ہونے سے بچا لے اے ہمارے رب

وَانْصُرْنَا

ہر چیز تیری خادم ہے پس تو ہماری مدد کو آ

ہم جانتے ہیں کہ کامیاب وہی ہوتے ہیں جن کی مدد پر تو کھڑا ہوتا ہے۔ اگر تو ہماری مدد اور نصرت کو نہ آئے گا تو تجھے چھوڑ کر کون ہماری مدد کو آئے گا۔ سب سہارے

کمزور اور شکستہ

ہیں۔ تیرا ہی ایک سہارا ہے جس پر بھروسہ اور توکل کیا جا سکتا ہے۔ پس اے ہمارے محبوب ہم تجھ پر ہی توکل رکھتے ہیں۔ ہمیں توفیق دے کہ ہم اس گروہ میں شامل رہیں جن کے متعلق تو نے خود فرمایا :-

وَاِنْ تَنْصُرُوا اللّٰہَ یَنْصُرْکُمْ (سورہ محمد آیت ۸)

اے ہمارے رب تیری ہی توفیق سے ہم تیری قائم کردہ حدود کی حفاظت کر سکتے ہیں۔ اور جو عہد و پیمان ایک مومن کی حیثیت سے ہم نے تجھ سے باندھے ہیں ان کو نباہ سکتے ہیں تیرے احکام کی بجا آوری اور تیری مناہی سے اجتناب تیری توفیق کے بغیر ممکن نہیں

پس اے ہمارے رب ہر چیز تیری خادم ہے۔ ہمیں اپنے انصار بننے کی توفیق دے تا تیری نظر میں ہم تیری مدد اور نصرت کے سزاوار ٹھہریں۔ اور اے ہمارے رب ہماری مدد کو آ کہ جو تیری مدد یا نصرت پاتے ہیں وہ ناکام اور نامراد نہیں ہوا کرتے۔

رَبَّنَا عَلَیْکَ تَوَکَّلْنَا

اے ہمارے رب وَارْحَمْنَا

اپنی رحمت سے ہمیں نواز

اے ہمارے رب ہمیں اپنی اطاعت اور رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کی توفیق دے کہ جو تجھ سے یہ توفیق پاتے ہیں وہی تیری نگاہ میں تیری رحمت کے مستحق ٹھہرتے ہیں جیسا کہ تو نے فرمایا ہے

وَاَطِیْعُوا اللّٰہَ وَاَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ لَعَلَّکُمْ تُرْحَمُوْنَ (آل عمران آیت ۱۳۳)

اے ہمارے رب اپنی صفاتِ حسنہ کی اتباع اور تقویٰ کی راہوں کو اختیار کرنے کی ہمیں توفیق بخش کہ اتباعِ قرآن کرنے والے متقی ہی تیری نظر میں تیری رحمت کے مستحق ٹھہرتے ہیں جیسا کہ تو نے فرمایا

فَاتَّبِعُوْہُ وَاتَّقُوْا لَعَلَّکُمْ تُرْحَمُوْنَ

(الانعام آیت ۱۵۶)

اے ہمارے رب ہمیں یہ یقین بخش کہ

اِنَّ رَحْمَتَ اللّٰہِ قَرِیْبٌ مِّنَ الْمُحْسِنِیْنَ (الاعراف آیت ۵۷)

ایمان اور اسلام کے تمام تقاضوں کو ان کی سب شرائط کے ساتھ پورا کرنے کی ہمیں توفیق دے اور ہمیں اپنی رحمت سے نواز

رَبِّ کُلُّ شَیْءٍ خَادِمُکَ

ہر چیز تیری خدمت گزار ہے اے میرے ربّ ہمیں اپنی حفاظت میں لے لے۔ ہماری مدد کو آ اور ہمیں اپنی رحمت سے نواز

منظوم کلام　حضرت مسیح موعود علیہ السلام

تعلق باللہ

کبھی نصرت نہیں ملتی درِ مولیٰ سے گندوں کو
کبھی ضائع نہیں کرتا وہ اپنے نیک بندوں کو
وہی اس کے مقرب ہیں جو اپنا آپ کھوتے ہیں
نہیں رہ اس کی عالی بارگہ تک خود پسندوں کو
یہی تدبیر ہے پیارو کہ مانگو اس سے قربت کو
اسی کے ہاتھ کو ڈھونڈو جلاؤ سب کمندوں کو

اس دعا میں

جس کے مختصر معنے اور مفہوم ہم نے بیان کیا ہے اللہ تعالیٰ نے ہمیں فرمایا ہے کہ سچی توحید اور اللہ تعالیٰ کی ربوبیت تامہ کا اقرار کرتے ہوئے اس کے حضور عاشقانہ خدمت بجا لاؤ۔ اور اس عاشقانہ خدمت سے ربوبیت تامہ کے حضور جھکو اور التجا کرتے رہو۔ کیونکہ ربوبیت تامہ سے وہی فیض حاصل کرتا ہے جو رب کریم کی حفاظت میں آجاتا ہے۔ جسے اس کی مدد و نصرت حاصل ہوتی ہے اور جو اس کی رحمت سے نوازا جاتا ہے اس کے بغیر یہ ممکن نہیں ہے۔

غرض اس دعا میں اللہ تعالیٰ نے سچی توحید اور ربوبیت تامہ کی طرف اشارہ کیا ہے اور بتایا ہے کہ یہ دعا کیا کرو کہ اسے وہ کہ جو ربوبیت کرنے کی طاقت بھی رکھتا ہے۔ اس کے سامان بھی پیدا کرتا ہے اور وہی ہے کہ اس کے ارادوں میں کوئی غیر روک نہیں بن سکتا اور ہر چیز کو اس نے مسخر کیا ہوا ہے وہ اس کام پر لگی ہوئی ہے جس کام پر اللہ رب کریم نے اسے لگایا ہے۔ دنیا میں جس چیز پر چاہو نگاہ ڈالو۔ سورج چاند اور آسمانوں کے ستارے۔ درخت جھاڑیاں۔ اور پھولوں کے پودے۔ لعل و جواہر۔ زمرد۔ یاقوت۔ کوئلے کا پتھر۔ یا چونے کا پتھر۔ یا زمین کے سارے ذرے اور ان ذروں میں چھپی ہوئی ایٹمی توانائی

ہر چیز اللہ تعالیٰ نے مسخر کی ہوئی ہے

اور وہ اللہ تعالیٰ کی اس تسخیر کے نتیجہ میں وہی کام کرتی ہے جس کا اس کا پیدا کرنے والا رب ارادہ کرے۔ اور جس کا وہ فیصلہ کرے اور یہ خادم رب ہے کبھی انسان کو کوئی مضرت اور کوئی دکھ اور کوئی ایذاء نہیں پہنچا سکتے جب تک کہ اس کا ارادہ دکھ پہنچانے یا ایذا دینے یا مشقتوں میں ڈالنے کا نہ ہو۔ اور جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔ ہر چیز کو انسان کے لئے مسخر کیا گیا ہے اور کام پر لگایا گیا ہے۔ یہ تمام اشیاء یہ تمام چیزیں (چھوٹی ہوں یا بڑی) جن کی حقیقت کو ایک حد تک ہم نے سمجھا اور ان کا علم حاصل کیا ہے یا ان کی وہ طاقتیں اور صفات جو ان میں پوشیدہ ہیں اور ہم پر ظاہر نہیں ہوئیں۔ انسان کی خدمت پر لگائی گئی ہیں۔ پس اصل ذات اللہ ہی کی ہے جو انسان کی ربوبیت تو کرنا چاہتا ہے اور اس نے یہ حکم بھی جاری کیا ہے کہ اس کی مرضی کے بغیر کسی شخص کی ترقی (روحانی و جسمانی) میں اس کی پیدا کردہ کوئی چیز روک نہ بنے لیکن

بہت سے ایسے بد قسمت انسان بھی ہوتے ہیں

جو اپنے ہی کئے کے نتیجہ میں اللہ تعالیٰ کو ناراض کر لیتے ہیں اور ہر وہ چیز جسے اللہ تعالیٰ نے اس کی خدمت پر لگایا ہوتا ہے (۲) اس کے ایذاء کے درپے ہو جاتی ہے۔ وہ اسے دکھ پہنچانے لگتی ہے۔ اسے زندگی اور حیات سے دور کر دیتی ہے اور اسے نور سے کھینچ کر اندھیروں میں لے جاتی ہے۔ اسے خدا تعالیٰ کی رضا کی جنتوں میں داخل نہیں ہونے دیتی بلکہ شیطان کے پیچھے اسے لگا دیتی ہے اور جہنم کی طرف اس کا منہ کر دیتی ہے جسمانی دکھ یا تکالیف ہوں یا روحانی طور پر ناکامیاں اور نامرادیاں ہوں یہ سب اللہ تعالیٰ کے ارادہ اور منشاء اور اس کے بنائے ہوئے قانون کے مطابق بپا ہوتے ہیں

پس ہمیں حکم ہے کہ اپنے رب کی طرف جھکو۔ اس سے یہ التجا کرو کہ تیری ربوبیت تامہ سے ہم کامل فیض حاصل نہیں کر سکتے جب تک کہ تیری حفاظت میں نہ آجائیں جب تک کہ تیری نصرت اور تیری مدد ہمارے شامل حال نہ رہے۔ جب تک کہ تو ہمیں اپنی رحمت سے نہ نوازتا رہے

حفاظت کے معنی ہیں

ضائع ہونے سے بچانا اور اللہ تعالیٰ نے بڑی وضاحت سے قرآن کریم میں فرمایا ہے کہ ہر چیز کو ضائع ہونے سے بچانے کا کام خود اللہ تعالیٰ کرتا ہے اور اپنی ربوبیت تامہ کو انسان کے لئے کمال تک پہنچانے کی خاطر اسے اپنی حفاظت میں لے لیتا ہے اور جب تک وہ خدا تعالیٰ کی اس حفاظت میں نہ آجائے۔ اس وقت تک ہر وقت ضائع کرنے کا خوف رہتا ہے۔ مثلاً ہمارا صدقہ و خیرات ہے۔ اگر انسان اللہ تعالیٰ کی حفاظت میں ہو تو منّ و اذٰی سے بچتے ہوئے صدقہ و خیرات کی حفاظت ہو جاتی ہے۔ اگر ہماری نمازیں ریا سے پاک نہ ہوں تو ان کی حفاظت نہیں ہو سکتی۔ جب تک انسان کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے یہ توفیق نہ ملے کہ وہ ریا اور نمائش سے بچتا رہے اس وقت تک اس کی ظاہری عبادتیں (نماز روزہ وغیرہ) اللہ تعالیٰ کی حفاظت میں نہیں ہوتیں

غرض اللہ تعالیٰ ہی کی ذات ہے جو ربوبیت تامہ کی خاطر اور ہر انسان کو اس کی استعداد کے مطابق اس کے کمال تک پہنچانے کے لئے اپنی حفاظت میں لے لیتی ہے۔ اور جس وقت اللہ تعالیٰ انسان کو اپنی حفاظت میں لے لیتا ہے اسی وقت اس کے لئے یہ ممکن ہوتا ہے کہ وہ اپنے روحانی اور جسمانی کمالوں تک پہنچے

انسان کی حفاظت کیلئے یہ ضروری ہے

کہ اللہ تعالیٰ اس کا مددگار و معاون ہو۔ اس لئے فرمایا کہ تم یہ دعا کرو کہ اسے ہمارے رب تو ہمیں اپنی حفاظت میں لے لے۔ (اور یہ یاد رکھو کہ اطاعت ہی میں سب حفاظتیں ہیں) اور تیری حفاظت میں وہی آسکتا ہے جسے تیری مدد اور نصرت مل جائے۔ کیونکہ تیری مدد اور نصرت کے بغیر ایسے سامان پیدا نہیں ہو سکتے کہ انسان کو تیری حفاظت حاصل ہو۔ اور تیری مدد اور نصرت کوئی انسان اپنے زور سے نہیں لے سکتا اس کے لئے ضروری ہے کہ تو اس کی طرف رجوع برحمت ہو تو اسے اپنی رحمتوں سے نوازے

غرض اس دعا میں اللہ تعالیٰ نے توحید کا سبق ہمیں دیا اور ربوبیت تامہ کی طرف ہمیں متوجہ کیا اور ہمیں بتایا کہ تمام اشیاء (مخلوقہ) مضرت اسی وقت پہنچاتی ہیں جب اللہ تعالیٰ کا اذن مضرت پہنچانے کا ہو۔ اور تمام نفع مند چیزوں سے انسان صرف اس وقت نفع حاصل کر سکتا ہے جب اللہ تعالیٰ کا بھی یہ منشاء ہو کہ وہ ان سے نفع حاصل کرے۔ اس لئے خدا سے یہ دعا کرو کہ اسے ہمارے رب مضرتوں سے ہماری حفاظت کر۔ نفع ہمیں پہنچا ہماری نصرت اور مدد کو آ۔ اور ہمیں اپنی رحمتوں سے نواز۔

یہ دعا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو الہاماً سکھائی گئی ہے اور آپ نے فرمایا ہے کہ

یہ اسم اعظم ہے

کیونکہ اس میں ربوبیت تامہ اور سچی توحید کو بیان کرنے اور اس کا اقرار کرنے کے بعد انسان دعا کی طرف متوجہ ہوتا ہے اور تین بنیادی چیزیں اللہ تعالیٰ سے طلب کرتا ہے

(۱) ایک اس کی حفاظت

(۲) ایک اس کی نصرت۔ اور

(۳) ایک اس کی رحمت

اور جو شخص اپنے رب کی ربوبیت کا عرفان رکھتا ہو اور اپنے خادم اور عاشق ہونے کا احساس رکھتا ہو۔ اس کے دل میں ایک تڑپ اور ایک آگ ہو، جو عاشق صادق کے دل میں ہوتی ہے اور وہ یہ جانتا ہو کہ اپنے رب سے تعلق قائم کئے بغیر میری زندگی بے معنی اور لایعنی ہے اور وہ یہ سمجھتا ہو کہ میری زندگی کا مقصد صرف اس وقت حاصل ہو سکتا ہے جب اللہ تعالیٰ میرے ساتھ حسن سلوک کرے۔ مجھ پر تین احسان کرے۔ ایک تو میری حفاظت کی ذمہ داری لے لے۔ دوسرے وہ ہر وقت میری نصرت اور مدد کے لئے تیار رہے نیز (۳) ہر وقت اپنی رحمتوں سے مجھے نوازتا رہے۔

پس

یہ ایک بڑی کامل دعا ہے

یہ ہمیں سچی توحید سکھاتی ہے۔ یہ ہمیں بتاتی ہے کہ کوئی مضرت، کوئی دکھ، کوئی ایذاء ہمیں نہیں پہنچ سکتی۔ نہ انسانوں کی طرف سے نہ اشیائے مخلوقہ کی طرف سے جب تک کہ اللہ تعالیٰ کا اذن نہ ہو۔ اور کوئی نفع ہمیں حاصل نہیں ہو سکتا جب تک اس کی مرضی نہ ہو اور آپ نے فرمایا ہے کہ جو شخص اس دعا کو پڑھتا رہے گا وہ ہر ایک آفت سے محفوظ رہے گا۔ اس لئے میں آج اس دعا کا مختصر مفہوم بیان کرنے کے بعد اپنے دوستوں کو یہ نصیحت کرنا چاہتا ہوں کہ وہ کثرت کے ساتھ اس دعا کو پڑھیں تا وہ اللہ تعالیٰ کی حفاظت میں آجائیں۔ تا خدا ہر وقت ان کے ساتھ ان کی مدد اور نصرت کے لئے کھڑا رہے اور اس کی رحمت ان کو اس طرح گھیر لے جس طرح نور اس چیز کو چاروں طرف سے گھیر لیتا ہے جس کے متعلق اللہ تعالیٰ یہ فیصلہ کرے کہ وہ نور کے ہالہ کے اندر آجائے جس طرح سمندر کی تہ پانی سے بھری ہوئی ہے۔ اسی طرح اگر اللہ تعالیٰ کی رحمت انسان کو ڈھانپ لے اور اس کی نصرت اسے مل جائے اور وہ اس کی حفاظت میں آجائے تو نہ کوئی چیز اسے مضرت پہنچا سکتی ہے اور نہ کوئی چیز دکھ دے سکتی ہے نہ کوئی انسان اسے ایذا دے سکتا ہے۔ اور نہ اس کی مخلوقات میں سے کوئی مخلوق اس کو دکھ دے سکتی ہے۔ صرف اسی صورت میں انسان اس کی بنائی ہوئی اشیاء سے اور اس کی مخلوقات سے فائدہ حاصل کر سکتا ہے اور آرام پا سکتا ہے۔ اور صرف اسی صورت میں اس کی ربوبیت مکمل اور کامل طور پر اسے حاصل ہو سکتی ہے اور وہ وہ بن سکتا ہے جو خدا اسے بنانا چاہتا ہے۔ یا جس کی استعداد اللہ تعالیٰ نے اسے دی ہے۔

اللہ تعالیٰ ہمیں اس دعا کے صحیح مفہوم کے سمجھنے اور اسے التزام کے ساتھ پڑھنے کی توفیق عطا کرے اور خدا کرے کہ

اس دعا کے پڑھنے کے بعد

وہ نتیجہ نکلے جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہے۔ کہ خلوص نیت کے ساتھ اس دعا کو پڑھنے والے کے حق میں نکلتا ہے۔ یعنی ہم ہر آفت سماوی اور ارضی سے محفوظ ہو جائیں اور شیطان کے سب حملے جو ہم پر کئے جائیں وہ ناکام ہو جائیں اور انسان بھی

ہمارے فائدے کیلئے

کام کرنے والے ہوں اور دوسری مخلوق بھی ہمارے فائدہ کے لئے مسخر نظر آئے

اللّٰھم آمین

اعلان معافی

مکرم عبد الرحیم صاحب آف پینگاڑی کو نظام سلسلہ کے خلاف بعض حرکات کرنے اور بعض ایسی ہی بے ضابطگیوں کے باعث اخراج از جماعت اور مقاطعہ کی سزا دی گئی تھی

اب ان کی اور ان کے دیگر رشتہ داروں کی بار بار درخواست معافی پر سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ازراہ شفقت انہیں معافی دے دی ہے۔ احباب کی آگاہی کے لئے یہ اعلان کیا جاتا ہے۔

ناظر امور عامہ قادیان

دورہ انسپکٹر وقف جدید

جماعت ہائے احمدیہ اتر پردیش

جملہ احباب جماعت ہائے احمدیہ یو۔پی کی اطلاع کے لئے اعلان کیا جاتا ہے کہ مکرم سید بدر الدین صاحب انسپکٹر وقف جدید ۲ نبوت ۱۳۴۷ھش (۲ نومبر ۱۹۶۸ء) سے یو۔پی کی جماعتوں کا دورہ شروع کر رہے ہیں۔ جملہ احباب اور عہدیداران انہیں پورا تعاون دے کر ممنون فرماویں۔

انچارج وقف جدید قادیان

درخواست دعا۔ مکرم محمد رفعت اللہ صاحب طوری کئی روز سے بعارضہ بخار بیمار ہیں۔ ان کی صحت کاملہ عاجلہ کے لئے احباب سے دعا کی درخواست ہے

محمد امام طوری سیکرٹری مال یادگیر

مسیحی رسالہ "ھُما" لکھنؤ کے ایک

مضمون "میں کیوں مسیحی ہو گیا" پر ایک نظر

از محترم مولانا محمد ابراہیم صاحب فاضل قادیانی نائب ناظر دعوۃ و تبلیغ۔ قادیان

جو شیلے پادری چوہدری سام امین چوہان کی طرف سے عیسائی رسالہ "ھُما" لکھنؤ بابت ماہ جولائی و ستمبر ۱۹۶۸ء میں "میں کیوں مسیحی ہو گیا" کے زیر عنوان "الحاج مولانا مولوی سلطان محمد افغان" کا مضمون شائع کیا گیا ہے۔ چوہان صاحب نے خان صاحب کا یہ مضمون بڑے طمطراق کے ساتھ عیسائیت کی صداقت کے طور پر شائع کروایا ہے۔ ہم چاہتے ہیں کہ قارئین کرام پر اس طرح کی "صداقت" کی حقیقت، دلائل کی روشنی میں واضح کر دیں تا یہاں مضمون نگار کی خوش فہمی دور ہو وہاں اس طرح کے بودے دلائل کا سہارا لینے والوں کو اپنی اصلیت کا علم ہو جائے

خاں صاحب نے پہلے تو اپنے مناظرانہ شوق و ذوق کا اظہار کر کے بتایا ہے کہ ہم ہر میدان میں عیسائیوں کو للکارا کرتے تھے بمبئی میں کسی منشی منصور مسیح صاحب سے ان کا مناظرہ ہوا کرتا تھا۔ منشی صاحب نے اس موضوع پر کہ "اسلام میں نجات نہیں" ایک زبردست لیکچر دیا۔ خاں صاحب فرماتے ہیں کہ میں نے اس کا جواب تو دیا اور بتایا کہ اسلام میں پوری اور کامل نجات ہے اور اگرچہ سامعین نے میرے لیکچر کی بہت داد دی لیکن خود مجھ کو میرے دلائل سے اطمینان نہ تھا میں دوران لیکچر اپنی کمزوری کو خود محسوس کر رہا تھا"

وہ کہتے ہیں کہ قرآن کریم اور مستند صحیح احادیث میں نجات کی تلاش سے قبل میں نے دعا کی کہ خدایا تو اپنی نجات کا راستہ مجھ کو بتلا۔ خاں صاحب کہتے ہیں کہ قرآن کریم کے مطالعہ سے یہی بات ثابت ہوئی کہ "نجات کا مدار صرف اعمال صالحہ پر موقوف ہے"

(ھما صفحہ ۲۶)

وہ لکھتے ہیں کہ "میرے دل میں یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ کیا یہ ممکن ہے کہ ہم سے نیکی ہی نیکی سرزد ہوتی جائے اور کسی قسم کی بدی ہم سے سرزد نہ ہو۔ کیا انسان میں ایسی طاقت ہے؟"

اس کا جواب وہ یہ دیتے ہیں کہ "انسانی قویٰ و جذبات کا اندازہ کیا تو معلوم ہوا کہ انسان کے لئے سراسر معصوم رہنا ناممکن ہے"

گویا خاں صاحب نے قرآن کریم سے یہ دیکھ کر کہ نجات کا دار و مدار صرف نیک اعمال پر ہے یہ خیال کر لیا کہ وہ کامل طور پر نیک اعمال بجا لانے پر قادر نہیں۔ سو یہ خاں صاحب کی سراسر غلطی اور لغزش ہے کہ انہوں نے ایسا تصور کر لیا۔ دنیا میں ایسے انسان بھی ہوئے ہیں جو سراسر نیک تھے اور اعمال صالحہ ہی بجا لاتے تھے۔ زکریا اور ان کی بیوی کا حال ان کے ... ہے ... کے متعلق

صاف لکھا ہے کہ وہ خدا کے حضور راستباز دکھائی دیتے تھے۔

دوسرا جواب اس کا یہ ہے کہ قرآن کریم نے اعمال صالحہ کے لئے ہرگز یہ معیار نجات مقرر نہیں کیا کہ جس کے سارے اعمال نیک ہوں گے وہی نجات پائے گا بلکہ اس نے تو واضح طور پر اعلان کیا ہے کہ مَنْ ثَقُلَتْ مَوَازِيْنُهٗ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ وَمَنْ خَفَّتْ مَوَازِيْنُهٗ فَاُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ خَسِرُوْٓا اَنْفُسَهُمْ بِمَا كَانُوْا بِاٰيٰتِنَا يَظْلِمُوْنَ

(اعراف ۹-۱۰)

یعنی جن لوگوں کے نیک اعمال کے وزن بھاری ہوں گے وہ بامراد، نجات یافتہ اور کامیاب ہوں گے لیکن جن لوگوں کے نیک اعمال کے وزن بدیوں کے مقابلہ میں ہلکے ہوں گے وہ اپنی جانوں کے معاملہ میں خسارہ پانے والے ہوں گے

ایسا ہی سورۃ قارعۃ میں فرماتا ہے فَاَمَّا مَنْ ثَقُلَتْ مَوَازِيْنُهٗ فَهُوَ فِيْ عِيْشَةٍ رَّاضِيَةٍ وَاَمَّا مَنْ خَفَّتْ مَوَازِيْنُهٗ فَاُمُّهٗ هَاوِيَةٌ

(سورۃ القارعہ ۷ تا ۹)

اس آیت کا بھی وہی مفہوم ہے جو اوپر والی کا گزر چکا ہے۔

اس سے ظاہر ہے کہ اسلام نے پاس ہونے اور نجات و کامیابی پانے کے لئے وہ معیار مقرر ہی نہیں کیا جو خاں صاحب کی ناقص عقل نے تصور کر لیا بلکہ اسلام نے نجات و کامیابی کا معیار یہ رکھا ہے کہ انسان کم از کم اکاون فی صدی نمبر حاصل کرے۔ اگر خاں صاحب کسی واقفکار عالم اسلام سے دریافت کر لیتے تو ایسی خطرناک ٹھوکر کھانے سے بچ جاتے۔ جو ان کو جہنم میں گرانے کا باعث بنی ہے۔

دوسرا غلط خیال خاں صاحب کے دل میں یہ پیدا ہوا کہ "حضرت عیسیٰ علیہ السلام بھی تو انسان ہیں۔ جہاں قرآن شریف میں اور انبیاء کے گناہ کا ذکر ہے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے گناہ کا ذکر کیوں مرقوم نہیں ہے"

سو اس کے متعلق عرض ہے کہ عیسائی تمام نسل انسانی کے موروثی گناہ کے قائل ہیں اور حضرت مسیح جو "ابن آدم اور انسان" ہیں، اس موروثی گناہ سے کیسے بچ سکتے ہیں وہ بھی تو آدم و حوا کی نسل ہیں۔ وہ آدم کی ایک بیٹی مریم کے بطن سے پیدا ہوئے تھے جو کہ وہ بھی موروثی گناہ سے ان کے نزدیک ملوث تھی

باقی رہا یہ کہ قرآن کریم میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے گناہ کا کیوں ذکر مرقوم نہیں ہوا؟ سو اس کے متعلق عرض ہے کہ دنیا میں ایک لاکھ چوبیس ہزار پیغمبر آئے ہیں ان میں سے صرف بعض کا ذکر قرآن میں آیا ہے باقیوں کا ذکر مجمل طور پر ہوا ہے ان کے کسی گناہ کا ذکر قرآن کریم میں موجود نہیں۔ کسی کی کسی بات کا ذکر نہ ہونا اور بات ہے۔ اس سے ایسا استدلال درست نہیں۔

نیز قرآن کریم نے مذکورہ انبیاء کی عصمت کا ذکر کیا ہے اور ان پر لگائے جانے والے اتہامات والزامات کا رد فرمایا ہے اور ان کو معصوم قرار دیا ہے۔ ایسا ہی اس نے حضرت مسیح کی عصمت کا بھی ذکر فرمایا۔ اور ان پر لگائے جانے والے اتہامات کا ازالہ کیا اور ان کا رد فرمایا ہے۔ عیسائی ان کی صلیبی لعنتی موت کی وجہ سے ان کو ان کے دعویٰ میں ... کاذب ٹھہراتے ہیں اور اپنی نادانی سے ... مردودیت کو نہیں سمجھتے قرآن کریم نے مَا قَتَلُوْهُ وَمَا صَلَبُوْهُ فرما کر اس مردود لعنتی موت سے ان کی براءت فرمائی ہے اور اس طرح ان کی عزت و مقبولیت کو ... کر کے ان کے جلال کو ظاہر فرمایا ہے ... بارہ میں اس نے ان کی عصمت کو واضح کیا ہے۔ اس سے یہ استدلال کرنا کہ "دیگر انبیاء کے گناہ کا ذکر ہے" مگر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے گناہ کا ذکر نہیں، نری جہالت ہے۔

خاں صاحب بڑی سادگی سے لکھتے ہیں کہ انجیل کی طرف رجوع کرنے سے مجھے حضرت مسیح کا یہ قول نظر آیا کہ

"تم میں کون مجھ پر گناہ ثابت کرتا ہے"
(یوحنا ۸ : ۴۶)

ایسا ہی خاں صاحب نے عبرانیوں ۴ : ۱۵ کے حوالہ سے دکھایا ہے کہ
"مسیح بے گناہ رہا"

یہ دو حوالے لکھنے کے بعد خاں صاحب یہ نتیجہ اخذ کرتے ہیں کہ
"کافی اور شافی دلائل سے ثابت ہوا کہ بجز حضرت عیسیٰ کے اور سب بنی نوع انسان درحقیقت گنہگار ہیں"

دوسرا نتیجہ انہوں نے یہ نکالا ہے کہ
"میں کون اور میری حقیقت کیا جو کہہ سکوں کہ اعمال صالحہ سے نجات پا سکتا ہوں۔ جبکہ بڑے بڑے مصلحانِ دین . . . . اس میدانِ بے پایاں میں دوڑ کر ہار گئے"
(ایضاً صہ۲۶ ۲)

سوال کے پہلے نتیجہ کے بارہ میں عرض ہے کہ وہ سراسر باطل ہے کیونکہ جو دعوئے معصومیت حضرت مسیح نے اپنی طرف منسوب کیا ہے وہ قرآن کریم میں آنحضرت صلعم کی طرف بھی منسوب کیا گیا ہے۔ فرمایا قُلْ لَّوْ شَآءَ اللّٰهُ مَا تَلَوْتُهٗ عَلَيْكُمْ وَلَآ اَدْرٰىكُمْ بِهٖ فَقَدْ لَبِثْتُ فِيْكُمْ عُمُرًا مِّنْ قَبْلِهٖ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ (یونس ۱۷) اس آیت میں آنحضرت صلعم کی پاکیزگی اور مطہر زندگی اور عصمت کا ذکر فرمایا ہے جو خاں صاحب کو قلّتِ علم و تدبر کی وجہ سے نظر نہیں آیا اور انہوں نے خیال کر لیا کہ صرف حضرت عیسیٰ علیہ السلام ہی معصوم و نیک تھے۔

قرآن کریم نے واضح الفاظ میں آنحضرت صلعم کے نیک و معصوم و نجات یافتہ و نجات دہندہ ہونے کے متعلق اعلان فرمایا ہے۔ قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِيْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ (آل عمران ۳۲) یعنی لوگوں کو کہہ دے کہ اگر تم خدا سے محبت کرنا چاہتے ہو اور اس کے محبوب بننا چاہتے ہو تو تم میری پیروی کرو پھر تم سے خدا محبت کرنے لگ جائے گا اور وہ تمہارے گناہ معاف کر دے گا۔ اسلام میں نجات کے لئے یہ بنیادی امر قرار دیا گیا ہے۔ پھر فرمایا اَلَّذِيْنَ يَتَّبِعُوْنَ الرَّسُوْلَ النَّبِيَّ الْاُمِّيَّ الَّذِيْ يَجِدُوْنَهٗ مَكْتُوْبًا عِنْدَهُمْ فِي التَّوْرٰىةِ وَالْاِنْجِيْلِ يَاْمُرُهُمْ بِالْمَعْرُوْفِ وَيَنْهٰىهُمْ عَنِ الْمُنْكَرِ . . . وَيَضَعُ عَنْهُمْ اِصْرَهُمْ وَالْاَغْلٰلَ الَّتِيْ كَانَتْ عَلَيْهِمْ . . . (اعراف ۱۵۸)

اس آیت میں آنحضرت صلعم کے متعلق فرمایا کہ آپ لوگوں کے گناہ دور کر کے ان کو پاک و صاف کرتے اور نجات پانے کے قابل بناتے ہیں۔

خاں صاحب کا دوسرا نتیجہ بھی سراسر باطل ہے۔ کیونکہ اس کے ثبوت میں انہوں نے قرآن کریم کی کوئی آیت پیش نہیں کی۔ بہرحال قرآن کریم کی متعلقہ آیات پر نظر پڑنے کی بجائے خاں صاحب کی نظر بعض اور آیات پر پڑی ہے اور انہوں نے ان سے یہ استدلال کیا ہے کہ
"قرآن شریف کی رو سے کوئی انسان نجات نہیں پا سکتا۔" (صہ۲۸)

اس کے لئے انہوں نے قرآن وَاِنْ مِّنْكُمْ اِلَّا وَارِدُهَا كَانَ عَلٰى رَبِّكَ حَتْمًا مَّقْضِيًّا ثُمَّ نُنَجِّي الَّذِيْنَ اتَّقَوْا وَّنَذَرُ الظّٰلِمِيْنَ فِيْهَا جِثِيًّا (سورہ مریم ۷۲-۷۳) کو پیش کیا ہے۔ خاں صاحب فرماتے ہیں کہ اس آیت میں بتایا گیا ہے کہ "ہر شخص جہنم میں جائے گا۔ . . . . یہ قطعی فرض ہو چکا ہے"۔ اس کی تائید میں انہوں نے ایک حدیث لیرد الناس النار ثم یصدرون منها باعمالهم بھی پیش کی ہے۔ مگر انہوں نے اس آیت و حدیث کا مطلب نہیں سمجھا۔ بھلا جو لوگ اعمال کی وجہ سے نجات کے مستحق ہوں گے وہ پہلے جہنم میں کیوں ڈالے جائیں گے۔ یہ تو صریح ظلم ہے۔ جو خدا تعالیٰ کی طرف منسوب نہیں ہو سکتا۔ وہ تو کسی پر ایک ذرہ بھی ظلم نہیں کرتا۔ لہٰذا قرآن کی آیت اور حدیث کا مطلب واضح ہے کہ نیک و بد سب جہنم کے پاس لائے جائیں گے۔ پھر نیک تو اس کے اوپر سے صحیح سلامت گزر جائیں گے اور جہنمی اس میں گر کر سزا پائیں گے۔ چنانچہ قرآن کریم نے اس کی دوسری جگہ تصریح فرما دی ہوئی ہے فرمایا اِنَّ الَّذِيْنَ سَبَقَتْ لَهُمْ مِّنَّا الْحُسْنٰىٓ اُولٰٓئِكَ عَنْهَا مُبْعَدُوْنَ لَا يَسْمَعُوْنَ حَسِيْسَهَا وَهُمْ فِيْ مَا اشْتَهَتْ اَنْفُسُهُمْ خٰلِدُوْنَ لَا يَحْزُنُهُمُ الْفَزَعُ الْاَكْبَرُ (انبیاء ۱۰۲ تا ۱۰۴)

یعنی جن لوگوں کے متعلق ہماری طرف سے نیک سلوک کا وعدہ ہو چکا ہے اس دوزخ سے دور ہی رکھے جائیں گے۔ وہ اس کی آہٹ تک نہیں سن پائیں گے اور وہ اس حالت میں جسے ان کے دل چاہتے ہیں ہمیشہ رہیں گے۔ اور بڑی پریشانی کا وقت بھی ان کو غمگین نہیں کرے گا۔

پس خاں صاحب کا یہ نتیجہ نکالنا کہ کل افراد انسان کا ایک دفعہ جہنم میں جانا لازمی ہے اور پھر اپنے اپنے اعمال کے بموجب اس سے نکلتے رہیں گے۔ درست نہیں۔

خاں صاحب نے اپنے نتیجہ کی تائید میں قرآن کریم کی ایک اور آیت بھی پیش کی ہے جو یہ ہے وَتَمَّتْ كَلِمَةُ رَبِّكَ لَاَمْلَئَنَّ جَهَنَّمَ مِنَ الْجِنَّةِ وَالنَّاسِ اَجْمَعِيْنَ (ہود ۱۲۰) خاں صاحب فرماتے ہیں کہ "اس آیت کو پڑھ کر میرا دل بہت ہی مضطرب اور سیماب کی طرح بیقرار تھا"

مگر خاں صاحب نے یہاں بھی لغزش کھائی ہے اگر خاں صاحب اس سے قبل والی آیت وَمَا كَانَ رَبُّكَ لِيُهْلِكَ الْقُرٰى بِظُلْمٍ وَّاَهْلُهَا مُصْلِحُوْنَ (ہود ۱۱۸) کو پیش نظر رکھتے تو وہ ٹھوکر سے بچ سکتے تھے۔ کیونکہ اس میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ اللہ کبھی بھی انسانوں پر ظلم نہیں کرتا۔ پھر یہ کس طرح ممکن تھا کہ وہ اس سے ایک آیت آگے چل کر یہ فرماتا کہ وہ تمام نیک و بد لوگوں کو جہنم میں ڈال کر اسے بھر دے گا۔ ایک موٹی عقل کا انسان بھی یہ سمجھ سکتا ہے کہ اس جگہ صرف بدوں ہی کا ذکر ہے کیونکہ اس آیت کے ابتداء میں فرمایا اِلَّا مَنْ رَّحِمَ رَبُّكَ وَلِذٰلِكَ خَلَقَهُمْ کہ جن پر خدا کا فضل و رحم ہو گا وہ اس سے مستثنیٰ ہیں اور رحم و فضل ہی کی خاطر اس نے ان کو پیدا کیا ہے۔ مطلب کس قدر واضح ہے مگر خاں صاحب کے دماغ کا دیوالہ نکل چکا ہے۔ وہ نہ اس کے اگلے حصہ کو دیکھتے ہیں نہ پچھلے حصہ کو اور جھٹ پھسل جاتے ہیں۔

خاں صاحب لکھتے ہیں کہ اسلامی نجات کے لئے میں اس جستجو میں رہا کہ اگر کوئی حیلہ یا سہارا مجھ کو مل جائے تو میں اسلام کو ہرگز نہیں چھوڑوں گا" مگر ایک بھی حدیث نہ ملی۔ ہاں وہ لکھتے ہیں کہ ابوذر کی حدیث ملی جو "اس بات پر ناطق ہے کہ نجات بالاعمال کوئی چیز نہیں حتیٰ کہ زانی اور چور صرف لا الٰہ الا اللہ کہنے سے نجات پا لیتے" جب ان کے خیال میں اس حدیث نے ان کو اعمال سے مستغنی کر دیا تھا تو پھر انہوں نے اپنی نجات کا دارومدار اعمال کو قرار دے کر اپنے آپ کو نااہل کیوں سمجھ لیا۔

آگے قرآنی قربانی والی مسبوق والی حدیث نقل کی ہے۔ مگر خاں صاحب ایسے بھٹکے ہیں کہ وہ ذرا نہیں سوچتے کہ بات کا مطلب کیا ہے۔ آنحضرت صلعم نے یہ نہیں فرمایا کہ نجات کے لئے اعمال کی ضرورت نہیں اور صرف کلمہ طیبہ ہی پڑھ لینا کافی ہے بلکہ آنحضرت صلعم نے نجات (جس کے لئے اعمال صالحہ ضروری ہیں) کے لئے کلمہ طیبہ کو بطور شرط کے بیان فرمایا ہے خاں صاحب خود تسلیم کر چکے ہیں کہ ہمیں قرآن کریم سے معلوم ہوا کہ نجات کے لئے اعمال صالحہ ضروری ہیں۔ نیز یہ بھی یاد رہے کہ کلمہ طیبہ سے مراد صرف زبان کا اقرار ہی نہیں۔ بلکہ اس کے ساتھ تصدیق بالقلب و عمل بالجوارح بھی ضروری ہے کلمہ طیبہ تو ایک دروازہ ہے۔ جو دروازے سے گزرے گا وہی اندر جا سکے گا۔ اور چونکہ اسلام نے اعمال صالحہ کا پلڑا اعمال طالحہ کے پلڑے کے مقابلہ میں بھاری ہونا ضروری قرار دیا ہے اس لئے ایسے لوگ بھی جو چوری اور زنا کے مرتکب ہوئے ہوں اپنی نیکیوں کے پلڑے کے بھاری ہونے کی وجہ سے نجات کے مستحق ہوں گے۔ اس کا یہ مطلب ہرگز نہیں کہ کوئی شخص یہ خیال کرے کہ میں نے کلمہ طیبہ پڑھ لیا ہے لہٰذا چوری اور یاری کا ارتکاب مجھے نقصان نہ دے گا۔ اور وہ ان میں مشغول رہے۔

یہ تصور نجات تو عیسائیت نے کفارہ کے ذریعہ سے دنیا کو دیا ہے جسے اسلام نے آکر مٹایا ہے۔ کفارہ کا مطلب تو یہ ہے کہ مسیح کے خون پر ایمان لانے سے نجات ہو گئی۔ اب کوئی دس نمبری بدمعاش بھی بن جائے تو کوئی پرواہ نہیں۔ کفارہ تو گناہوں کے بڑھانے کا باعث ہے جس کا ثبوت عیسائی دنیا کی موجودہ حالت ہے۔

خاں صاحب لکھتے ہیں کہ "اعمال سے خود آنحضرت بھی نجات نہیں پا سکتے"! اس کے ثبوت میں انہوں نے حضرت ابوہریرہ کی یہ روایت پیش کی ہے کہ لَنْ يُّنَجِّيَ اَحَدًا مِّنْكُمْ عَمَلُهٗ قَالُوْا وَلَا اَنْتَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ وَلَا اَنَا اِلَّا اَنْ يَّتَغَمَّدَنِيَ اللّٰهُ مِنْهُ بِرَحْمَتِهٖ . . . . متفق علیہ
کہ اللہ تعالیٰ کے فضل و رحم کے بغیر کسی کی بھی نجات نہیں ہو سکتی۔ مگر اس سے یہ نتیجہ نکالنا کہ اعمال صالحہ غیر ضروری ہیں سخت غلطی ہے۔ اعمال صالحہ اپنی جگہ ضروری ہیں اگر اعمال صالحہ ضروری نہ ہوتے تو بائیبل اور قرآن کریم کو انہیں پیش کرنے کی ضرورت نہ پڑتی۔ ہاں اعمال صالحہ کے ساتھ اللہ تعالیٰ کے فضل کی بھی ضرورت ہے اعمال صالحہ کی توفیق بھی اسی کے فضل ہی سے ملتی ہے اور اعمال صالحہ اس کے فضل کو جذب کرتے ہیں۔ یہ دونوں چیزیں لازم و ملزوم ہیں۔ خدا کا فضل اعمال صالحہ کو چاہتا ہے اور اعمال صالحہ خدا کے فضل کے جاذب ہیں۔ کسی صورت میں فضل اعمال صالحہ سے مقدم ہوتا ہے اور کسی صورت میں اعمال صالحہ اس کے فضل سے مقدم ہوتے ہیں۔ اعمال کو کسی صورت میں بھی قرآن کریم یا حدیث نے غیر ضروری قرار نہیں دیا۔ خاں صاحب کا ان کو غیر ضروری قرار دینا قرآن کریم اور حدیث کے منشاء کے صریح خلاف ہے۔

(باقی آئندہ)

فارم اصل آمد - جن موصی احباب نے فارم اصل آمد پُر کر کے واپس نہیں بھجوائے توجہ فرمائیں
سیکرٹری بہشتی مقبرہ قادیان

لفظ "توفی" کے اصل معنی اور اسکا صحیح استعمال

از مکرم مرزا محمد حسین صاحب ۔ چیچی میسح

توفی عربی زبان کا لفظ ہے جس کے معنی قبض روح کے ہیں اور جب تک اور تمام اہلِ زبان کے قرینہ کے بغیر یہ لفظ استعمال ہو تو اس کے معنی وفات ہی ہوں گے۔ لیکن عجیب بات ہے کہ یہی لفظ جب قرآن مجید میں حضرت مسیح ابنِ مریم علیہ السلام کے متعلق استعمال ہوا تو غیر احمدی علماء اس کے معنے زندہ آسمان پر چلے جانے کے کر دیتے ہیں۔ حالانکہ یہی لفظ خود ہمارے رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم کے متعلق بھی استعمال ہوا ہے۔ وہاں پر یہی علماء اس سے مراد وفات ہی لیتے ہیں۔ لیکن جونہی حضرت مسیح ابنِ مریم علیہ السلام کا ذکر آ جائے ان کے نزدیک اس لفظ کے معنے سراسر بدل جاتے ہیں۔ انہیں نہ عربی لغت کا لحاظ رہتا ہے اور نہ عرب محاورہ کا۔ اور نہ ہی قرآن مجید کی فصاحت و بلاغت کا۔ اور غیر احمدی علماء آنکھیں بند کر کے لفظ توفی کے معنی زندہ آسمان پر چلے جانے کے کر جاتے ہیں جو بالکل ہی غلط معنے ہیں۔ ان معنوں سے اسلام کو خطرناک طور پر نقصان پہونچا ہے۔ اور عیسائیت کو اس سے تقویت ملی ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اللہ تعالےٰ کے خاص الہام کے تحت یہ اعلان کیا کہ مسیح ابنِ مریم علیہ السلام فوت ہو چکے ہیں اور عام مسلمانوں کا یہ عقیدہ قرآنِ پاک کی تعلیم کے بالکل خلاف ہے کہ وہ اب تک زندہ آسمان پر موجود ہیں۔ اس کے ثبوت میں آپ نے سورہ مائدہ کے آخری رکوع میں سے حضرت مسیح ابنِ مریم علیہ السلام کا قول فَلَمَّا تَوَفَّيْتَنِي پیش کیا جس کا ترجمہ یہ ہے کہ "جب تو نے مجھے وفات دے دی"

جب حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے عقیدہ وفاتِ مسیح کا اعلان فرمایا تو عام مولویوں نے ایک طوفان بے تمیزی برپا کر دیا اور آپؑ کے خلاف کفر کے نعرے لگائے۔ خداوند تعالےٰ کا شکر ہے کہ اب مسلمانوں کو سمجھ آ رہی ہے چنانچہ تمام تعلیم یافتہ اور سمجھدار مسلمان حیاتِ مسیح علیہ السلام کے غلط عقیدہ کو چھوڑ رہے ہیں۔

چنانچہ جناب شیخ محمد اقبال صاحب ایم اے پروفیسر عربی، گورنمنٹ کالج لاہور نے اپنی درسی کتاب "سورہ مائدہ کی تفسیر صٓ ۲۳۷ میں فَلَمَّا تَوَفَّيْتَنِي کا ترجمہ اس طرح کیا ہے

"جب تو نے وفات دیدی مجھ کو"

یہی ترجمہ حضرت رسولِ مقبول صلے اللہ علیہ وسلم نے استعمال کیا ہے جو حدیث صحیح بخاری میں درج ہے۔ شیخ محمد اقبال صاحب نے فَلَمَّا تَوَفَّيْتَنِي کے صحیح معنے کر کے ایک جرأت مندانہ قدم اٹھایا ہے اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے بیان کردہ معنوں کی تصدیق کر دی ہے۔ مگر معلوم ہوتا ہے کہ یہ ترجمہ کرنے کے بعد متعصب مولویوں سے ڈر گئے کہ کہیں وہ کفر کا فتویٰ ہی نہ لگا دیں۔ اس لئے انہوں نے اس ترجمہ کے حاشیہ میں یہ لکھ کر جان چھڑانے کی کوشش کی ہے کہ اس جگہ موت سے مراد نیند ہے۔ حالانکہ اس جگہ نیند کے معنے کرنے کا کوئی قرینہ ہے اور نہ یہ معنے کسی عقلمند انسان کے دل کو اپیل کرتے ہیں۔ یہ تو عذر گناہ بدتر از گناہ والی بات ہے اور محض مولویوں کا منہ بند کرنے کی کوشش کی گئی ہے کیونکہ توفیتنی کے موت کے معنے لکھ کر انہوں نے اپنے ہاتھ خود باندھ لئے ہیں۔ اور یہ تسلیم کر لیا ہے کہ دراصل وہی معنے درست ہیں جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے کئے ہیں جن سے اسلام کی برتری ثابت ہوتی ہے۔ اور حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت قائم رہتی ہے۔ اور حضرت محمد صلے اللہ علیہ وسلم پر حضرت مسیح ابنِ مریم علیہ السلام کی مزعومہ برتری کا خاتمہ ہو جاتا ہے اور عیسائیت زندہ درگور ہو جاتی ہے۔ اور زندہ رسول ہمارے نبی اکرم صلے اللہ علیہ وسلم قرار پاتے ہیں نہ کہ حضرت مسیح ناصری۔

میں اس کتاب کے فاضل مصنف اور علمی کتب خانہ لاہور کے مالکوں سے اور دیگر ناشرین قرآن مجید سے دردِ دل سے اپیل کرتا ہوں کہ وہ فتح اور شکست کے جھوٹے خیالات سے بالا ہو کر آئندہ یہ عہد کر لیں کہ وہ توفیتنی کا ترجمہ اور معنے وہی کریں گے جو قرآن حدیث، لغتِ عرب اور عقلِ سلیم کے نزدیک درست ہوں گے۔ اور ادھر ادھر کی تاویلوں کی بجائے صاف اقرار کر لیں کہ ہم سے غلطی ہوتی رہی ہے درست اور صحیح معنے وہی ہیں جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے کئے ہیں۔ اور جن سے عیسائیت کو شکست ہوئی اور ان کے سب شیطانی حربے ٹوٹ گئے۔ اور اسلام اور محمد عربی صلے اللہ علیہ وسلم کو برتری حاصل ہوئی۔

جو شخص دو کشتیوں میں پاؤں رکھکر کشتی کو چلاتا ہے وہ کبھی ساحلِ مراد کو نہیں پہونچتا۔ اسلام میں دورخی جائز نہیں ہے بلکہ یہ تو سراسر ہلاکت کی راہ ہے۔ اس لئے اسلام کا درد رکھنے والوں کو چاہیئے کہ وہ یہ طریق چھوڑ دیں۔ صداقت اور تقویٰ سے کام لیں۔ ایک طرف تو توفیتنی کے معنے موت کے کرتے ہیں۔ اور دوسری طرف اس سے مراد نیند لیتے ہیں۔ وہ یقین رکھیں کہ حیاتِ مسیح کا عقیدہ رکھنے والوں کا طلسم اب ہمیشہ کے لئے ٹوٹ چکا ہے اور تعلیم یافتہ مسلمان اب اس غلط روایتی عقیدے سے بیزار ہوتے چلے جا رہے ہیں جو لوگ حیاتِ مسیح کا عقیدہ ظاہر کرتے ہیں خود ان کے دل اور ضمیر اسے تسلیم نہیں کرتے۔

اور اب تو علمائے مصر نے بھی سرکاری طور پر وفاتِ مسیح کے عقیدے کا اعلان کر دیا ہے۔ اور دوسرے لوگ بھی ایک ایک کر کے حیاتِ مسیح کے عقیدہ سے بیزار ہو رہے ہیں۔ اس لئے بہتر یہی ہے کہ اب متفقہ طور سے یہ فیصلہ کر دیا جائے کہ آئندہ شائع ہونے والے تمام تراجم قرآن مجید میں تَوَفَّيْتَنِي کے معنے وفات ہی کے کئے جائیں گے۔ یہ فیصلہ انشاء اللہ بہت بابرکت ہوگا اسی میں اسلام کے لئے برکت اور برتری ہے اللہ تعالےٰ اپنے فضل سے تمام مسلمانوں کو توفیق بخشے کہ وہ حیاتِ مسیح کے غلط عقیدہ کو ترک کر دیں۔ آمین

اذکروا موتاکم بالخیر

والدِ محترم مولوی سیّد صمصام الدین صاحب سونگھڑوی کی وفات

میرے والدِ محترم مولوی سید صمصام الدین صاحب بتاریخ ۵ / اکتوبر ۱۹۶۸ء رحلت فرما گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ آپ کے پُرشفقت سایہ تلے خاکسار نے میٹرک پاس کیا اور کالج میں داخل ہوا ہی تھا کہ اچانک آپ بیمار ہو گئے بیماری کی شدت کے سبب ہسپتال میں داخل کرانا پڑا۔ بعارضہ حبس البول بہت تکلیف رہی اپریشن کے بعد ربڑ کی نلکی سے پیشاب خارج کیا جاتا رہا۔ بوجہ نہایت درجہ کمزوری دوسرا اپریشن بھی نہ ہو سکا بحالی صحت کے لئے گھر پر لائے گئے اچانک زخم سے خون آنے لگا۔ آخر وہ دن آ گیا جس کے نتیجہ میں ہم سب بہن بھائی یتیم ہو گئے اور وہ خدا کو پیارے ہو گئے۔

والد مرحوم، جناب مولوی سید اکرام الدین صاحب صحابی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے منجھلے بیٹے تھے۔ بہت دیندار متورع انسان تھے۔ قادیان میں ہائی سکول کی نویں یا دسویں جماعت تک تعلیم پائی کہ دادا جی کا انتقال ہو گیا۔ ناچار تعلیم ادھوری چھوڑ کر وطن لوٹ آئے۔ ساری عمر ہی تنگدستی میں صبر اور شکر کے ساتھ گزاری قلیل مشاہرہ پر ایک ڈاکخانہ میں پوسٹ ماسٹر رہے مگر چند سال بعد اسے چھوڑنے پر مجبور ہو گئے

آپ نے پہلی شادی حضرت سعید الدین صاحب رضی اللہ عنہ صحابی حضرت مسیح موعودؑ کی چھوٹی بیٹی سے کی جو دو تین سال بعد وفات پا گئیں تو آپ نے سید اختر الدین صاحب صحابی حضرت مسیح موعودؑ کی بیٹی سے شادی کی۔ چند سال بعد وہ بھی وفات پا گئیں۔ تو تیسری شادی کی۔ ان کے بطن سے ہم چار بھائی اور چار بہنیں ہیں دو بہنیں شادی شدہ ہیں۔ پے درپے تکالیف اور مصیبتوں کے سبب آپ کی موروثی جائداد ختم ہو گئی اور ہم بہن بھائی خدا ہی کے آسرا پر ہیں۔ اس ناگہانی صدمہ کے باعث بہت پریشانی ہے۔ بارگاہِ الٰہی میں دعا ہے کہ وہ غیب سے ہمارے لئے سامان کرے۔ والد مرحوم ایک عرصہ تک صدر انجمن احمدیہ کی ملازمت میں رہے اور کرڑا میں پنکال۔ کیندرہ پاڑا۔ بھدرک۔ رانچی۔ بسنہ وغیرہ مقامات پر مبلغ و معلم کی حیثیت سے کام کرتے رہے۔ صدر انجمن احمدیہ قادیان نے اور سلسلہ کے مخیر احباب نے ہمیشہ ان کی مدد کی جزاھم اللہ احسن الجزاء

احباب دعا فرمائیں کہ اللہ تعالےٰ والد مرحوم کی مغفرت فرمائے اور ہمیشہ کی طرح اپنے فضل سے ہمارے لئے بہتر سامان پیدا فرمائے اور اس صدمہ کو برداشت کرنے کی توفیق بخشے۔ آمین

خاکسار سید رشید احمد سونگھڑوی

وصولی چندہ تحریک جدید

(۲)

حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں :-

"سب سے زیادہ مظلوم انسان آج محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ہیں۔ ہر سال لاکھوں کتب آپ کے چاند سے زیادہ روشن چہرہ پر گرد ڈالنے کے لئے شائع کی جاتی ہیں؟

"اے محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی محبت کے دعویدارو! کیا تم اس کے جواب میں اپنی جیبوں میں ہاتھ نہ ڈالو گے۔ اور تحریک جدید میں حصہ لے کر اپنی محبت کا ثبوت نہ دو گے۔؟"

دعا کے لئے ان جماعتوں کا چندہ درج کیا جاتا ہے جو گزشتہ ماہ سے اس وقت تک وصول ہوا۔ اور ان احباب کا بھی ذکر کیا جاتا ہے جن کا چندہ ایک صد روپیہ سے کم نہیں تھا۔ اللہ تعالیٰ انہیں اور وصول کنندہ عہدیداران کو جزائے خیر دے۔ آمین

۹- قادیان

از کارکنان	۶۷۱-۰۵
بذریعہ لجنہ اماء اللہ وجماعت مقامی	۱۴۰-۸۵

۱۰- آندھرا

(۱) حیدرآباد مزید	۱۵۲۳-۸۶
(اس کی تفصیل کا انتظار رہے)	
گزشتہ ماہ سے اس وقت تک وصولی	۳۳۶۱-۸۶
(۲) یادگیر کا مزید	۱۶۸-۰۰
(کل وصولی ۱۵-۲۵۵)	
(۳) کرنول	۱۰۵-۱۰
(۴) وڈیاں	۳۰-۰۰

۱۱- اڑیسہ

(۱) او۔ ایم۔ پی	۳۰-۰۰
(۲) سورو	۲۴۳-۲۰
(۳) کیرنگ	۳۰-۰۰
(۴) پنکال	۲۸-۰۰
(۵) نیالی	۲۲-۰۰
(۶) کرڑاپلی	۱۳-۰۰
(۷) بھدرک	۵-۰۰
(۸) جودوار	۵-۰۰

۱۲- مدراس

مدراس	۱۱-۰۰

۱۳- مغربی بنگال

۱- کلکتہ	۱۶-۰۰
۲- پیانڈائی	۱۰-۰۰

۱۴- مہاراشٹر

۱- بھرجائی	۱۲-۰۰
۲- نانڈیڑ	۱۰-۰۰

۱۵- مدھیہ پردیش

گوٹھرہ	۳۰-۰۰

۱۶- میسور

۱- شیموگہ	۳۱-۰۰
۲- ہبلی	۵-۰۰
۳- مرکرہ	۱۰-۰۰
۴- سوروب	۴۲-۰۰
۵- ننڈگڑھ	۲۰-۰۰

۱۷- بہار

۱- جمشید پور	۱۳۶-۹۹
۲- گیا	۴-۰۰
۳- بھتولی	۵۰-۵۰
۴- ارول	۲۰-۰۰
۵- مہوکھنڈار	۱۲-۰۰

۱۸- یوپی

۱- شاہجہانپور	۸۷-۵۰
۲- فیض آباد	۱۵-۰۰

۱۹- جموں وکشمیر

۱- بانڈی پورہ	۱۱۸-۵۰
۲- بھدرواہ	۹۲-۲۵
۳- کوریل	۱۰-۰۰
۴- نانلو	۱-۰۰
۵- رشی نگر	۳۰-۰۰

۲۰- کیرالہ

۱- پینگاڈی	۱۰۵۰-۴۵
(اس میں پانچ صد روپیہ مکرم ڈاکٹر پی عبداللہ صاحب اور ایک صد بیس روپیہ مکرم پی عبدالرحیم صاحب کے ہیں۔)	
۲- کنانگاڈی	۴۲-۰۰
۳- کیرولائی	۲۷-۰۰
۴- تھیلی چیری	۲۷-۰۰
۵- الانلور	۱۰-۰۰
۶- کوڈیاتور	۱۰-۰۰
۷- ایراپرم	۵-۰۰

اللہ تعالیٰ ان سب کے دین و دنیا کو بابرکت بنائے۔ آمین

وکیل المال تحریک جدید قادیان

شکریہ احباب میں اللہ تعالیٰ کے فضل سے پری آرٹس میں کامیاب ہو گیا ہوں۔ الحمد للہ جن احباب اور بزرگوں نے میری کامیابی کیلئے دعا کی ان سب کا شکریہ

خاکسار مشتاق احمد چک حسن چیرہ بہار

وقف جدید کے موجودہ مالی سال کا اختتام - ۳۱ دسمبر ۱۹۶۶ء

تمام جماعت ہائے احمدیہ ہندوستان کی خدمت میں گزارش کی جاتی ہے کہ وقف جدید کے موجودہ مالی سال کا اختتام ۳۱ر دسمبر ۱۹۶۶ء کو ہوگا۔ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز انشاء اللہ ۱۹۶۷ء مالی سال کے آغاز کا اعلان فرمائیں گے۔ دسمبر کے آخر تک پہلے سال رواں کے وعدہ کی ادائیگی ہو جانی لازمی ہے۔ ایسے احباب جنہوں نے "تاحال" اپنے وعدوں کی سو فیصدی ادائیگی نہیں کی وہ جلد از اپنے وعدوں کی رقوم مرکز میں ارسال فرمادیں۔

نیز مہربانی فرما کر کوشش فرمادیں کہ یہ وعدے وقت کے اندر ادا ہو جائیں۔ اللہ تعالیٰ جملہ وعدہ کنندگان کو اس کی توفیق بخشے اور عہدیداران و سیکرٹریان وقف جدید کو پورا پورا تعاون احباب جماعت کی طرف سے حاصل ہو۔ آمین۔

انچارج وقف جدید انجمن احمدیہ قادیان

تقرر سیکرٹریان وقف جدید

مقامی جماعتوں سے آمدہ رپورٹوں کے مطابق مرکز نے مندرجہ ذیل احباب کو حسب انتخاب متعلقہ مقامی جماعتوں میں سیکرٹری وقف جدید مقرر کئے جانے کی منظوری دی گئی ہے۔ اللہ تعالیٰ ان احباب کو احسن طور پر یہ خدمت سرانجام دینے کی توفیق عطا فرمائے۔ اور احباب جماعت کو ان کے ساتھ پورا تعاون کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

۱- جماعت احمدیہ سکندرآباد	مکرم حافظ صالح محمد صاحب
۲- " " " الانلور	" کے محمد کٹی صاحب
۳- " " " ایراپورم	" کوچو احمد صاحب
۴- " " " مرکرہ	" ایم عبیداللہ صاحب

انچارج وقف جدید انجمن احمدیہ قادیان

رپورٹ ہفتہ تحریک جدید لجنہ اماء اللہ شاہجہانپور

مرکز کی ہدایت کے مطابق ہفتہ تحریک جدید منانے کے لئے لجنہ اماء اللہ شاہجہانپور کا ایک خصوصی اجلاس کیا۔ تلاوت قرآن شریف سے اس جلسہ کی کارروائی کا آغاز ہوا۔ قرآن شریف کی تلاوت کے بعد حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا منظوم کلام "نونہالان جماعت مجھے کچھ کہنا ہے" پڑھا گیا۔ اس کے بعد حاضرات کو اس جلسہ کی غرض وغایت بتاتے ہوئے تحریک جدید کی اہمیت، اس کے قیام کا مقصد اور اس میں شامل ہونے کی اہمیت کے متعلق وضاحت کی گئی۔ آمنہ خاتون صاحبہ اور مہر جہان صاحبہ نے باری باری "تحریک اور اس کے متعلق ہمارے فرائض" کے عنوان پر مضمون پڑھا۔ اور اس تحریک کے سلسلہ میں بہنوں پر جو ذمہ داریاں عاید ہوتی ہیں ان سے آگاہ کیا گیا۔ محترمہ مبارکہ بیگم صاحبہ نے "تحریک جدید کے بنیادی اصول" کے موضوع پر تقریر کی۔ اور اس کے بعد عجمانہ فاطمہ صاحبہ نے تحریک جدید کے ایک مطالبہ "سادہ زندگی" پر روشنی ڈالتے ہوئے حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تقاریر کے اقتباسات سے یہ بتایا کہ کس طرح ہمیں اس تحریک میں حصہ لینے کے لئے سادہ زندگی اپنانی چاہیئے تاکہ جو روپیہ فیشن پرستی میں لگتا ہے وہ اس مفید ترین تحریک کو دیا جائے۔

اس کے بعد بہنوں کو ایک بار پھر اس طرف توجہ دلائی گئی کہ جن بہنوں نے ابھی تک اس تحریک میں حصہ نہیں لیا وہ ضرور اس میں حصہ لیں اور اپنے بچوں کو بھی معیاری وعدہ کے ساتھ اس میں شریک کریں۔ دعا کے بعد جلسہ ختم ہوا۔

محبوبی خاتون سیکرٹری لجنہ اماء اللہ شاہجہانپور

درخواستہائے دعا ۱- مکرم شیخ یوسف صاحب کیرنگ سخت بیمار ہیں ان کی شفایابی کے لئے دعا کی درخواست ہے۔

ناظر دعوۃ و تبلیغ قادیان

۲- میں گلے میں تکلیف کے عارضہ سے بیمار ہوں میری صحت کاملہ عاجلہ کے لئے دعا فرمائی جائے۔

خاکسار عبدالحفیظ خاں ویروال

منقولات

"Psychologists have doubt on rebirth."

ماہرینِ نفسیات اور پُنر جنم

وقتاً فوقتاً ایسے واقعات اخبارات میں پڑھنے کو ملتے ہیں جن میں یہ ظاہر کیا جاتا ہے کہ فلاں شخص اپنے پچھلے جنم کے حالات بیان کر رہا ہے۔ اس طرح بہت سے لوگ سمجھ لیتے ہیں کہ پُنر جنم یا آواگون کا عقیدہ مشاہدہ اور تجربہ کی سطح پر صحیح ثابت ہو گیا ہے۔ مگر سوال تو یہ ہے کہ اگر جنم کا چکر ایک حقیقت ہے اور پچھلے جنم کی باتیں حافظہ میں محفوظ رہتی ہیں تو اس کی مثالیں صرف چند لوگوں میں کیوں پائی جاتی ہیں۔ کیوں ایسا نہیں ہے کہ ہر شخص کو اپنے پچھلے جنم کی تاریخ یاد ہو۔ اس زبردست لاینحل سوال کے باوجود اب تو ماہرین نے باقاعدہ تحقیق کے بعد ثابت کیا ہے کہ یہ فرضی کیس ہوتے ہیں اور اکثر سماج میں اپنے آپ کو نمایاں کرنے کے لئے خود ہی گھڑ لئے جاتے ہیں۔ اسی قسم کی تحقیق پر مشتمل ایک مضمون اخبار الجمعیۃ دہلی ۱۸ میں شائع ہوا ہے جسے ہم شکریہ کے ساتھ ذیل میں نقل کرتے ہیں:

(ایڈیٹر)

"ہندوستان ٹائمز نے یو۔ این۔ آئی کے حوالے یہ خبر شائع کی ہے:

"ماہرین نفسیات نے پُنر جنم کے کچھ کیسوں کی جانچ پڑتال کرنے کے بعد اس خیال کا اظہار کیا ہے کہ بعض لوگ جو اپنے سابقہ جنم کے حالات بیان کرتے ہیں وہ اکثر نفسیاتی ہسٹیریا (PSYCHIC HYSTERIA) کا نتیجہ ہوتے ہیں۔

جے پور کے دماغی امراض کے اسپتال کے سپرنٹنڈنٹ ڈاکٹر بی۔ کے۔ ویاس اور ایک سرکردہ ماہر نفسیات شری رتن سنگھ کا دعویٰ ہے کہ انہوں نے اس قسم کے کچھ کیسوں کا کامیابی کے ساتھ علاج کیا ہے۔ ڈاکٹر ویاس نے یو۔ این۔ آئی کو انٹرویو دیتے ہوئے کہا کہ جو لوگ سابقہ جنم کے حالات بیان کرتے ہیں ان کی دماغی حالت عام طور پر نارمل نہیں ہوتی۔ یہ زیادہ تر شخصی سائنس (PERSONALITY PROBLEMS) کے کیس ہوتے ہیں۔ یہ لوگ اپنے دماغی خلل کی وجہ سے کچھ اور بننے کے خواہش مند رہتے ہیں۔ اس قسم کی داستانیں بیان کرنے سے کچھ دوسرے فوائد بھی حاصل ہو جاتے ہیں۔

تاہم ڈاکٹر ویاس اس کے لئے تیار نہیں تھے کہ وہ پُنر جنم کے خیال کو بالکل رد کر دیں۔ ان کا احساس ہے کہ کسی نتیجہ پر پہنچنے کے لئے ماہرین نفسیات کو سائنٹفک بنیاد پر مزید کیسوں کا جائزہ لینا چاہیئے۔

ڈاکٹر ویاس نے ان کیسوں میں سے بعض کی تفصیلات بیان کیں جن کا انہوں نے اور مسٹر سنگھ نے مطالعہ کیا ہے:

ایک دس سالہ لڑکے راکیش نے دعویٰ کیا کہ وہ اپنے سابقہ جنم میں فوج کا کپتان تھا۔ اس نے اپنا بچپن بمبئی کے میرین ڈرائیو میں گزارا۔ وہ پچھلے جنم میں کشمیر کی لڑائی میں مارا گیا تھا۔ اپنے خاندان کے متحیر افراد کے سوالات کے جواب میں اس نے مختلف قسم کے اسلحہ کی تفصیلات بیان کیں جو وہ اپنی سابقہ زندگی میں استعمال کرتا رہا ہے۔ ایک بار اس نے ایک آدمی سے بندوق لے لی اور کہا کہ میں اس کو استعمال کرنے کا طریقہ جانتا ہوں۔

راکیش کے دوسرے جنم کی مقامی طور پر خوب شہرت ہوئی۔ دھیرے دھیرے تعلیم میں اس کی دلچسپیاں ختم ہو گئیں۔ وہ اکثر اپنے بڑوں کو گالیاں دیتا۔ حتیٰ کہ ان کے ساتھ مار پیٹ بھی کرتا۔ پریشان حال باپ اس کی دادی کی مخالفت کے باوجود اس کو اسپتال لے آیا۔

تحقیقات کرنے کے بعد ماہرین (PSYCHIATRISTS) اس نتیجہ پر پہنچے کہ راکیش کافی ہوشیار لڑکا ہے۔ اس نے ذہانت میں ۱۰۷ نمبر حاصل کئے۔ نیز انہوں نے پایا کہ وہ کھیل تماشے کا بہت رسیا رہا ہے۔ تحقیقات کے دوران یہ بھی معلوم ہوا کہ وہ جو باتیں کرتا ہے وہ زیادہ تر اس کے اپنے ماحول سے اُسے حاصل ہوئی ہیں۔

اس نے لوگوں کو بندوق کی باتیں کرتے سُنا وہ ۱۹۶۵ء کی ہند، پاک جنگ کے دوران میں پورے انہماک کے ساتھ ریڈیو بلیٹن سُنتا رہا۔ اکثر اصطلاحات اور الفاظ جو اس نے استعمال کئے وہ انہیں ذرائع سے اسے حاصل ہوئے تھے۔

ڈاکٹر ویاس نے راکیش کے کیس کی اس طرح توجیہہ کی ہے یہ لڑکا اپنی دادی کے پاس رہتا تھا، جس سے اُسے اپنی ضرورت کی ہر چیز مل جاتی تھی۔ سوائے ماں کی محبت کے۔ اس لئے اس کے اندر کچھ اور بننے کی خواہش پیدا ہوئی۔ نفسیاتی جانچ کے تین مہینے بعد راکیش نے دوبارہ اپنی تعلیم میں دلچسپی لینی شروع کی، اب اُسے اپنے سابقہ جنم کی کوئی بات یاد نہیں۔

ڈاکٹر ویاس اور مسٹر رتن سنگھ کا خیال ہے کہ ہندوستانی نفسیات دانوں کی سوسائٹی Indian Psychiatrists Society جس کی اکیسویں سالانہ کانفرنس احمد آباد میں آئندہ جنوری کو ہونے والی ہے۔ اس میں وہ راکیش کے کیس پر ایک مقالہ پیش کریں گے۔

ایک اور کیس جو ان کے مطالعہ میں آیا وہ ایک نوجوان شادی شدہ عورت تھی۔ اس کا کہنا تھا کہ وہ اپنے سابقہ جنم میں اپنے شوہر کے گھر میں ساس رہی ہے۔ اس نے دعویٰ کیا کہ اگر وہ فلاں جگہ جا کر کھود دیں تو وہاں سے ایک چاندی کا برتن برآمد ہوگا۔ جب اس طرح چاندی کا برتن برآمد ہو گیا تو اس کے دوسرے جنم کے دعویٰ کو ثابت شدہ مان لیا گیا۔

ڈاکٹر ویاس نے کہا کہ انہوں نے اس عورت سے سوالات کئے۔ اس پوچھ تاچھ کے دوران مجھ پر کھلا کہ اس نے چاندی کا برتن اس مقام پر پہلے سے دبا دیا تھا۔ وہ ان مظالم سے چھٹکارا پانا چاہتی تھی جو اس کے خاوند کے گھر میں اس پر ہو رہے تھے۔ اس نے ایک ایسی شخصیت بننے کی کوشش کی جس سے اُسے اہم پوزیشن حاصل ہو جائے۔

ایک اور کیس میں ایک عورت نے دعویٰ کیا کہ وہ پچھلے جنم میں اپنے شوہر کی بچی تھی جو سولہ سال پہلے مر چکی تھی۔ یہ عورت اپنے سابقہ جنم کی کئی باتیں بیان کرتی تھی مگر تحقیقات کرنے سے معلوم ہوا کہ پچھلے جنم کی یہ باتیں دراصل گھر کے وہ راز ہیں جو اس نے ایک بوڑھی پڑوسن سے حاصل کئے تھے۔ یہ عورت اپنے شوہر کے ہمراہ اپنے چچا کے یہاں رہتی تھی اور چچا کے ظلم سے چھٹکارہ پانا چاہتی تھی۔ جب اس کا مکان بدل گیا تو وہ اپنے سابقہ جنم کے تمام قصے بالکل بھول گئی۔"

(ٹائمس آف انڈیا۔ ۷ ر اکتوبر ۱۹۶۸ء)

جماعتِ احمدیہ کلکتہ کا ماہانہ تربیتی اجلاس

مورخہ ۲۰ ر اکتوبر بعد نماز مغرب مسجد احمدیہ میں جماعت احمدیہ کلکتہ کا ماہانہ تربیتی اجلاس منعقد ہوا۔ خاکسار نے صدارت کے فرائض سرانجام دئے۔ اس اجلاس میں اُردو میں مکرم منشی شمس الدین صاحب نے "تربیتِ اولاد" اور مکرم سیٹھ محمد صدیق صاحب بانی نے "کوائف درویشانِ قادیان اور ہمارے فرائض" پر تقریریں کیں۔ اور بنگالی زبان میں مکرم شہرہ عالم صاحب اور مکرم نذر الاسلام صاحب نے "اہمیتِ نظام" کے عنوانوں پر تقاریر کیں۔ نیز مکرم منشی شمس الدین صاحب۔ مکرم شمس الدین صاحب حیدر اور مکرم محمد اسماعیل صاحب وہرہ نے نظمیں سُنائیں۔ بالآخر خاکسار نے اپنی صدارتی تقریر میں احباب کو توجہ دلائی کہ جماعتی اور قومی تقریبوں اور اجتماعات کو کامیاب بنانا ہمارا فرض ہے۔ اِن نیک اجتماعوں میں شمولیت کرنے سے اگر ایک طرف خدا تعالےٰ سے اجر و ثواب ملتا ہے تو دوسری طرف تقاریر سُن کر جماعتی اور مرکزی ضروریات کا علم اور اپنے فرائض کا احساس پیدا ہوتا ہے۔ جماعتِ احمدیہ کی ترقی تو خدا تعالےٰ کی طرف سے مقدر ہے۔ مگر بڑا ہی خوش قسمت ہے وہ شخص جو اس سلسلہ میں مالی۔ جانی اور وقت کی قربانی کرنے کی سعادت حاصل کرے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو سلسلہ کی بیش از بیش خدمت کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

آئندہ ماہانہ اجلاس کا پروگرام مرتب کرنے اور دُعا کے بعد یہ اجلاس برخواست ہوا۔

خاکسار:
شریف احمد امینی
انچارج احمدیہ مسلم مشن کلکتہ

اِداریہ ...... بقیہ صفحہ نمبر ۲

کے ذریعہ ایک زبردست نیک اور رُوحانی انقلاب آرہا ہے۔ دِلوں میں ایک ایسی تبدیلی آرہی ہے جس سے اُن کی عملی زندگی کی کایا پلٹ گئی۔ اس وقت دُنیا میں جو گناہوں کے خوفناک طوفان برپا ہیں اور لوگوں کی عملی زندگی نہایت درجہ مکروہ اور قابلِ نفرین بن چکی ہے اس کے مقابل میں جماعتِ احمدیہ کے افراد (اِلّا ماشاءاللہ) ایک مثالی حیثیت رکھتے ہیں۔ جس نے بھی جماعت کو قریب سے مطالعہ کیا اس نے جماعت کو تعریف کے قابل پایا۔ یہ کوئی خودستائی نہیں بلکہ امرِ واقعہ ہے۔ متعدد مفکّرین نے اسی رنگ کے تأثرات کا اظہار فرمایا۔ مثلاً ایک موقعہ پر سردار دیوان سنگھ مفتوںؔ سابق ایڈیٹر اخبار ریاست نے جماعتِ احمدیہ کی اسی خصوصیت کا ذکر کرتے ہوئے لکھا:۔

"ایڈیٹر ریاست کو اپنی زندگی میں سینکڑوں احمدیوں سے ملنے کا اتفاق ہؤا۔ اور اُن سینکڑوں میں سے ایک بھی ایسا نہیں دیکھا گیا جو کہ اِسلامی شعار کا پابند اور دیانتدار نہ ہو۔ اور ہمارا تجربہ ہے کہ ایک احمدی کے لئے بد دیانت ہونا ممکن ہی نہیں۔ کیونکہ یہ لوگ خدا سے ڈرتے ہی نہیں بلکہ خدا سے بدکتے ہیں۔ اور ان کے مبلّغین کو دیکھ کر تو عیسائیوں کے بلند کیریکٹر کے وہ پادری یاد آجاتے ہیں جن کے اُسوۂ حسنہ کو دیکھ کر ہندوستان کے لاکھوں انسانوں نے عیسائیت کو قبول کیا"

(اخبار ریاست دہلی ۱۳ ۱۱/۵۲)

یہ ہے حضرت مرزا صاحب بانیٔ سلسلہ احمدیہ کی پاک صحبت اور آپ کی تعلیم کا نتیجہ جو معجزہ سے کسی صورت میں کم نہیں۔ کیا ہؤا جو اس زمانہ میں کلکی اوتار ہونے کا دعوے کرنے والے کچھ اور لوگ بھی اٹھ کھڑے ہوئے ـــــ مگر ملمّع کی وجہ سے خالص سونے پر کوئی حرف نہیں آسکتا۔ دونوں قسم کے دعویداروں کی اپنی عملی زندگی اور اُن کے ذریعہ لائے گئے رُوحانی انقلاب، واقعات کی صورت میں سب کے سامنے ہیں۔ جس طرح خالص سونا اور سونے کی شناخت کرنے کے ذرائع بھی دُنیا میں موجود ہیں۔ اِسی طرح سچّی روحانیت کی کسوٹی پر روحانی افراد کو بخوبی پرکھا جاسکتا ہے۔ اِس سے بڑھ کر اور کوئی واضح معیارِ حق اور باطل میں فرق کرنے کا نہیں ہوسکتا۔ کہ ہم دونوں قسم کے دعویداروں کا روحانی پہلو سے موازنہ کرکے دیکھ لیں اور معلوم کرلیں کہ کِس کے ذریعہ خدا تعالیٰ اقتداری معجزات دکھا رہا ہے۔ اور کون صرف قصّہ کہانی کے چند دلچسپ واقعات کو پیش کر رہا ہے۔

شری بی۔ آر گوتم جی پر واضح ہو کہ مذہب کا معاملہ دِل کے ساتھ تعلق رکھتا ہے۔ مذہبی نقطۂ نظر میں دوسرے کو قائل کرنے کا طریق یہ نہیں جو آپ نے اپنے مضمون میں اختیار کیا ہے۔ بھارتی ودھان کے مطابق ہر بھارت واسی کو اپنے مذہبی خیالات اور نظریات کی اشاعت کا حق حاصل ہے مگر اِس سلسلہ میں مناسب ہے کہ نہ تو کسی کی دل آزاری ہو اور نہ منافرت کی فضا پیدا ہونے پائے۔ ہم شری بی۔ آر گوتم جی سے درخواست کرتے ہیں کہ ایک طرف آپ حضرت اِمام جماعتِ احمدیہ کا شائع شُدہ مضمون بصورت ٹریکٹ "وہی ہمارا کرشن" (جس کا آپ نے اپنے مضمون میں حوالہ دیا ہے) پیار بھرے سندیش کو رکھیں اور دوسری طرف اپنے مضمون کے مندرجہ ذیل فقرات پر نگاہ کریں جن میں بانیٔ سلسلہ احمدیہ حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی علیہ السلام اور آپ کی پاک جماعت کے متعلق کیا کچھ لکھا۔ مثلاً:۔

(۱) احمدیہ جماعت کے پرچار کا ذکر کرکے لکھا ہے:۔

"اِس لغو پراپیگنڈہ سے عوام کو گمراہ کرنا چھوڑ دیں"

(۲) "دھوکے کے جال بچھانے سے کچھ فائدہ نہیں۔ کیونکہ یہ جال سدا خالی ہی رہے گا۔ جال میں شکار کی جگہ محض ہَوا ہوگی۔ یعنی تمہاری ساری چالاکی اور دھوکا بیکار جائے گا"

(۳) مضمون کی آخری سطریں ملاحظہ ہوں، فرماتے ہیں:۔

"جواب ذرا جلدی دیں بمصداق ؎

ہوا شیطان پیری سے کہنہ اندیش گناہ تازہ تر لائے کہاں سے

والی بات نہ ہو" (سناتن دھرم پرچارک امرتسر ۳ اکتوبر ۱۹۶۶ء)

اِس اندازِ تحریر پر ہم کچھ کہنا نہیں چاہتے بس یہی کہ ؎

آپ ہی اپنی اداؤں پر ذرا غور کریں
ہم اگر عرض کریں گے تو شکایت ہوگی

شری بی۔ آر گوتم جی! خفا ہونے کی ضرورت نہیں۔ حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی علیہ السلام کی طرف سے نشکلنگ اوتار کا دعویٰ اپنے ساتھ دلائل رکھتا ہے دھیرج سے بات کیجئے، دلائل سُنئے، دلائل ہی سے اپنا نقطۂ نظر پیش کیجئے۔ اگر آپ کو جماعتِ احمدیہ کی بات پسند نہیں تو نہ مانئے۔ کسی پر جبر نہیں۔ غور فرمائیے ایک طرف بھگوت گیتا میں شری کرشن جی مہاراج فرماتے ہیں:۔

यदा यदाहि धर्मस्य: ग्लानिर्भवति भारत:
अभ्युत्थानम धर्मस्य: तदात्मानम सृजाम्यहम्

یعنی جب کبھی دھرم کا ناش ہونے لگتا ہے اور اَدھرم کی زیادتی ہونے لگتی ہے تب مَیں اوتار دھارن کیا کرتا ہوں۔ نیکیوں کی حفاظت گنہگاروں کی سرکوبی اور دھرم کی اقامت کے لئے میں اوتار لیا کرتا ہوں"

(شریمد بھاگوت گیتا ص۳۰ ادھیائے ۴)

اور مخصوص طور پر کلجگ کے بارے میں فرمایا:۔

(ترجمہ) "سو ہے راجہ جب کلجگ کے اخیر میں بہت سے پاپ ہوتے رہیں گے تو نارائن جی خود دھرم کی رکھشا کی خاطر سنبھل دیش میں کلنکی اوتار دھارن کریں گے" (شریمد بھاگوت گیتا اسکندھ ۱۲ ص۶۲۳)

نیز اسی اسکندھ میں کلجگ کی جو تفصیل بیان کی گئی ہے وہ اس زمانہ پر پُورے طور پر منطبق ہوتی ہیں۔ اِدھر موجودہ زمانہ اپنی ہمہ نوع خرابیوں کے سبب خود پکار رہا ہے کہ کسی مصلح اور اوتار کی ضرورت ہے۔ اگر گیتا میں شری کرشن کا اُپدیش سچّا ہے اور وقت کی ضرورت کے موقعہ پر اُن کا اوتار دھارن کرنے کا وعدہ سچائی پر مبنی ہے اور کوئی وجہ نہیں کہ ہم اس وعدے کو جھوٹا کہہ سکیں تو ماننا پڑتا ہے کہ اس وقت کوئی نہ کوئی اوتار پیدا ہو چکا ہے۔ دُنیا کی نگاہیں شناخت میں غلطی کر سکتی ہیں۔ مگر خدائی وعدے جھوٹے نہیں ہو سکتے۔ یہی وجہ ہے کہ جو کوئی ٹھنڈے دل سے ایک طرف اس وعدے کو دیکھتا ہے اور دوسری طرف زمانے کی حالت پر نظر کرتا ہے تو کلکی اوتار کو نہ پاکر اِس کی بیقراری اور اضطراب بڑھ جاتا ہے۔ چنانچہ ابھی چند سال ہی گزرے ہیں کہ اخبار پرتاپ میں ایک کرشن بھگت عابدؔ پشاوری کی دو رباعیاں وعدہ اور آواہن کے عنوانات سے شائع ہوئیں ؎

وعدہ

مشکل میں ہو انسان تبھی آتا ہُوں — خطرہ میں ہو ایمان تبھی آتا ہُوں
جب ظلم و ستم جرم و گنہ حد سے بڑھیں — انسان بنے شیطان تبھی آتا ہُوں

آواہن

مشکل میں ہے انسان چلے آؤ نا! — خطرہ میں ہے ایمان چلے آؤ نا!
وعدہ وہ کرو یاد کیا جو تم نے — اب مان لو بھگوان چلے آؤ نا!

اس قسم کے اور بہت سے حوالے ہیں جن کو بخوفِ طوالت ہم بیان کرنے سے قاصر ہیں۔

صرف یہی نہیں کہ ہندو دھرم کی رُو سے کلجگ میں کرشن اوتار کے پرگٹ ہونے کا وعدہ دیا گیا ہے بلکہ جب ہم دُوسرے مذاہب کا مطالعہ کرتے ہیں تو اُن میں بھی عین اسی زمانے میں ایک ایسے مُصلح اور ریفارمر کی خبر ملتی ہے جو بگڑے ہوئے لوگوں کو راہِ راست دکھائے گا۔ اور دُنیا کو گناہ اور پاپ سے نجات دلائے گا۔ اِسلام ہو یا بُدھ مذہب، عیسائیت ہو یا کوئی دُوسرا مذہب، ظاہر ہونے والے ریفارمر کے زمانہ کی جو جو علامتیں بیان ہوئی ہیں وہ اِسی زمانہ پر چسپاں ہوتی ہیں اور زمانے کا خطرناک بگاڑ اپنی جگہ پر اِس ریفارمر کی ضرورت کو شدّت سے محسوس کر رہا ہے۔

دوسری طرف ہم دیکھتے ہیں کہ موجودہ سائنسی ترقی نے دُنیا کو ایک پلیٹ فارم پر جمع کر دیا ہے۔ باوجود بہت بڑا پھیلاؤ ہونے کے ذرائع مواصلات

کی ترقی کے سبب یہ وسیع دُنیا سمٹ سی گئی ہے۔ نئی ایجادات کے باعث فاصلے ختم ہو چکے ہیں۔ ایک برّاعظم دُوسرے برّاعظم سے اس طرح متصل ہو چکا ہے کہ گویا ایک شہر کے دو محلے ہیں۔ اس لئے کوئی وجہ نہیں کہ اس جہان کو پیدا کرنے والے کی قدرت اور حکمت اس وقت یہی ہو کہ مذہبی لحاظ سے بھی دُنیا کو ایک ہی جھنڈے تلے جمع کر دے۔ اور بجائے ہر مذہب کا علیحدہ علیحدہ مُصلح اور ہادی ہونے کے ساری دُنیا ایک ہی ہادی کو اپنے اپنے روپ میں دیکھے۔ اور اس طرح کی کارروائی کے ساتھ نسلِ انسانی کا وہ اتحادِ عمل میں آجائے جس کی دُنیا کو بے حد ضرورت ہے۔

آج دُنیا کئی قسم کے طبقاتی کشمکشوں کی وجہ سے اپنا امن کھو چکی ہے۔ ایک خوفناک آتش فشاں کے دہانے پر کھڑی ہے۔ اگر آج دلوں سے باہمی منافرت مٹا دی جائے۔ اس کی جگہ سب کے لئے یکساں محبّت اور پریم کی فضا پیدا کر دی جائے تو چاند ستاروں کو سر کر لینے والے ترقیاتی منصوبے اُس ہلاکت اور بربادی کا نشانہ بننے سے بچ سکتے ہیں جس کا اندیشہ اور خوف ہر وقت دُنیا کے سر پر منڈلا رہا ہے۔

ہمارے اِس تفصیلی بیان سے یہ بات واضح ہوگئی کہ ہم گیتا میں شری کرشن جی مہاراج کی طرف سے دیئے گئے وعدے کو صداقت پر مبنی جانتے ہیں اور "کلجگ" کے اس دَور میں آپ کا یہ وعدہ حضرت مرزا صاحب بانیٔ جماعتِ احمدیہ کے ظہور کے ساتھ بڑی شان کے ساتھ پورا ہونا خیال کرتے ہیں۔ اگر شری بی۔ آر گوتم جی اس بات کو ماننے کے لئے تیار نہ ہوں۔ تو ہم انہیں چیلنج کرتے ہیں کہ کسی دُوسرے سچّے کلکی اوتار کی نشان دہی کریں جسے یہ دعویٰ ہو اور آپ کی بیان کردہ شرائط و قوانین کے مطابق اس نے اوتاروں جیسے روایتی افعال بھی کر دکھائے ہوں ——!!

اگر مضمون نگار ایسا نہ کر سکیں اور ہمیں یقین ہے کہ وہ کبھی ایسا نہ دکھا سکیں گے تو انہیں اپنی توجیہہ کی غلطی کو تسلیم کر کے ہماری مدلل باتوں پر سنجیدگی سے غور کرنا چاہیئے۔ کچھ بعید نہیں کہ انہیں ہماری بات سمجھ میں آجائے ——!!

واضح رہے کہ جب ہم حضرت بانیٔ سلسلہ احمدیہ حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی علیہ السّلام کے بارے میں یہ کہتے ہیں کہ وہ دُنیا کی جملہ اقوام کے موعُود ہیں اور مسلمانی جامہ میں سب کے لئے مُصلح اور ریفارمر بن کر آئے ہیں تو اس کا مطلب ہرگز یہ نہیں کہ گویا ہم دُوسرے مذاہب کی صداقت سے اِنحراف کرتے ہیں۔ بلکہ حضرت بانیٔ سلسلہ احمدیہ کی یہ پوزیشن تو اس بات کو واضح کرتی ہے کہ آپ سب مذاہب کی گویا نمائندگی کرتے ہیں۔ درحقیقت جو شخص بھی اِسلام کی تعلیمات پر تفصیلی نظر ڈالے گا وہ اِس حقیقت سے انکار نہیں کر سکتا کہ سب سے آخر میں آنیوالے اِس پیارے مذہب نے تمام سابقہ مذاہب کی ابدی صداقتوں کو قبُول کر لیا ہے۔ اور زمانۂ حاضرہ کی خاص ضرورت کی نئی باتوں کو شامل کر کے ایک ایسا کامل ضابطۂ حیات پیش کیا ہے جس پر چل کر انسان اس حقیقی سُکھ اور چَین کو حاصل کر سکتا ہے جس کے لئے ہر شخص ہی اس وقت چشم براہ ہے۔

اسی کے ساتھ مضمون نگار کی وہ بات بھی صاف ہو گئی کہ:-

"پربھو تو برہمن اور کھشتری جیسے اعلیٰ گھرانوں میں ہی ہوتے آئے ہیں تو پھر وہ غیر براہمن اور غیر کشتری گھرانے میں کیونکر جنم لے سکتا ہے۔"

وقت وقت کی بات ہوتی ہے ایک وہ زمانہ تھا جب دُنیا کا آپس میں اس طرح کا ملاپ نہیں ہُوا تھا۔ اور ایک حصّہ دُوسرے حصّہ سے بالکل جُدا تھا۔ مگر موجودہ زمانے میں یہ صورتِ حال قطعی طور پر بدل گئی ہے اس لئے جس طرح دُنیا کے ظاہری فاصلے ختم ہو گئے پُرانی روحانی بندشوں کا ختم ہونا بھی ضرور تھا۔

باقی پُنر جنم کے بارے میں جو مضمون نگار نے لکھا ہے کہ

"فی زمانہ یورپی ممالک کے وِدوان بھی اس کے قائل ہو گئے ہیں جس کا چرچا آئے دِن اخبارات میں ہوتا رہتا ہے۔"

یہ سب واقعات خوش فہمی سے زیادہ کچھ حقیقت نہیں رکھتے۔ اس سلسلہ میں اخبار بدر کی اسی اشاعت میں دُوسری جگہ ہم ایک ایسا ہی تحقیقی مقالہ شائع کر رہے ہیں جو حال ہی میں اخبار "ٹائمز آف انڈیا" میں شائع ہُوا ہے جس نے اُن تمام توہمات کی حقیقت ظاہر کر دی ہے۔ اُمید ہے کہ اُسے پڑھ لینے کے بعد مضمون نگار کی سب غلط فہمیاں دُور ہو جائیں گی —!! وَمَا عَلَيْنَا إِلَّا الْبَلَاغُ الْمُبِيْنُ ٭

اجتماع خدّام الاحمدیّہ سے حضور ایدہ اللہ کا اختتامی خطاب (بقیہ صفحہ اوّل)

زمانہ میں تلخیاں اور رنگ کی تھیں۔ اب اور رنگ کی ہیں۔ اب دُنیا دجّال کے ہتھیاروں کے ساتھ اسلام پر حملہ آور ہے۔ ہزاروں میل دور بیٹھے ایذا پہنچانے والے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ایسے ایسے الزام لگاتے ہیں جن سے ہمارے دل چھلنی ہو جاتے ہیں۔ اور آنکھیں خون کے آنسو روتی ہیں۔ لیکن ہمیں گالی کے مقابل گالی کا حکم نہیں۔ تمسخر کے مقابل تمسخر کا حکم نہیں۔ بلکہ ہر ایذاء کے مقابل صبر کی تعلیم ہے۔ گالیاں سُن کر دعائیں دینے کا حکم ہے۔ اور دکھ پہنچانے والوں کو آرام دینے کی تعلیم ہے۔

حضور نے خدّام سے مخاطب ہو کر فرمایا کہ تم اس مقام پر قائم رہو تا خدا تعالےٰ اپنی بشارتوں کے وعدے پورے کرے۔ فرمایا کہ مَیں تو دیکھ رہا ہوں کہ وہ وقت بڑا قریب ہے جب اِسلام ساری دنیا میں پھیل جائے گا۔ جب ہر دِل میں نبیٔ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی محبّت قائم ہو جائے گی۔ جب تمام دہریہ اور بُت پرست اور بُدھ مذہب اپنی بدیوں اور بُت پرستیوں اور شرک کو چھوڑ کر خدائے واحد و یگانہ کی پرستش کرنے لگیں گے۔ فرمایا کہ کامیابی بہرحال اسلام کو ہونی ہے غلبہ بہرحال اسلام کا ہے۔ سارے معاند ناکام رہیں گے۔ اور یہ غلبہ خدائی وعدہ کے مطابق جماعت احمدیہ کے ذریعہ ہوگا۔ پھر وہ ہمارے بھائی جو ہم سے ناراض ہیں ہم سے گلے مِل جائیں گے۔ اس وقت ہم بھی خوش ہوں گے اور وہ بھی خوش ہوں گے۔ فرمایا کہ دُنیا جاہل اور کم علم ہے۔ ہم اس سے ناراض نہیں کیونکہ ہم ظالم کے دشمن نہیں بلکہ اس کے ظلم کے دشمن ہیں۔

آخر میں حضور ایدہ اللہ تعالےٰ نے خدّام سے فرمایا کہ میرا سلام اللہ آپ تک پہنچائے۔ کیونکہ زبانی سلام پہنچنے کا تو کوئی فائدہ نہیں اللہ تعالےٰ اگر میری سلامتی کی دُعا کو آپ کے حق میں قبُول کرے۔ اور آپ کو سلامتی سے یہاں رکھے سلامتی سے گھروں کو واپس لے جائے اور وہاں بھی سلامتی سے رکھے۔ تو اس میں فائدہ ہے۔ میری دُعا ہے اور یہی میری دُعا ہے کہ اللہ میرے سلام کو آپ تک پہنچائے اور آپ کے ساتھ رکھے۔ میری دعائیں ہمیشہ آپ کے ساتھ ہیں۔

اس کے بعد حضور ایدہ اللہ نے ایک پُرسوز اجتماعی دعا کرائی جس میں مقامِ اجتماع میں حاضر جملہ خدّام، اطفال اور زائرین شامل ہوئے۔ دُعا میں سوز و گداز اور درد و اِلحاح کا یہ عالم تھا کہ رقّتِ قلب سے ہر آنکھ اشکبار اور پُرنم تھی۔

دُعا کے بعد حضور ایدہُ اللہ تعالےٰ تقریباً پانچ بجے بعد دوپہر مقام اجتماع سے تشریف لے گئے۔ اور جملہ خدام کو واپس جانے کی اجازت مرحمت فرمائی ٭

(مرتّبہ:- منصور احمد عمرؔ)

مکرم سیٹھ محمد یوسف صاحب بانی کا افسوسناک انتقال

إِنَّا لِلّٰهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ

اخبار الفضل مجریہ ۲۵ ۱۱/۶۸ کے ذریعہ یہ افسوسناک اطلاع موصول ہوئی ہے کہ مکرم سیٹھ محمد یوسف صاحب بانی آف کلکتہ مورخہ ۲۳ اخاء (اکتوبر) کی رات چنیوٹ (پاکستان) میں حرکت قلب بند ہونے سے وفات پاگئے إنا للہ وانا الیہ راجعون۔

آپ اپنے بیٹے محمود احمد بانی کی شادی کے سلسلہ میں کلکتہ سے چنیوٹ گئے ہوئے تھے۔ اسی روز بعد نماز عصر مرحوم کی نماز جنازہ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالےٰ نے پڑھائی اور مرحوم کو عام قبرستان میں دفن کیا گیا۔ مرحوم عرصہ سے بعارضہ ذیابیطس بیمار رہتے تھے۔ تاہم بڑی ہمت کے ساتھ اپنے کاروبار میں مصروف رہے۔ آپ سلسلہ کی مالی تحریکات میں بھی نمایاں حصہ لیتے رہے ہیں۔ فجزاھم اللہ احسن الجزاء۔

اس ناگہانی صدمہ پر ادارہ "بدر" مرحوم سیٹھ صاحب کے جملہ لواحقین عزیز رشتہ داروں سے دلی تعزیت کرتا ہے۔ اللہ تعالےٰ آپ کی مغفرت فرمائے اور اپنی رحمت میں جگہ دے۔ اور جملہ پسماندگان کا ہر طرح سے حامی وناصر ہو آمین ؂

رمضان المبارک کا مقدس مہینہ اور ادائیگی زکوٰۃ

صاحب نصاب احباب جلد توجہ فرماویں

رمضان المبارک کا بابرکت مہینہ شروع ہونیوالا ہے جس میں نوافل اور دعاؤں کے ذریعہ سے ہم اپنی سال بھر کی کوتاہیوں اور خامیوں کا ازالہ کرسکتے ہیں۔ حدیث شریف میں آتا ہے کہ ان مقدس ایام میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بے انتہا صدقہ وخیرات فرمایا کرتے تھے۔ اور آپ کا ہاتھ تیز ہوا کی طرح چلتا تھا۔

پس احباب جماعت کو بھی اپنے پیارے آقا اور متاع آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع میں چاہیئے کہ وہ اس مبارک اور بابرکت مہینہ میں جہاں اپنے لازمی چندہ جات کی سو فیصدی ادائیگی کی طرف توجہ کریں وہاں صاحب نصاب احباب ابھی سے اپنی زکوٰۃ کا حساب کرکے واجب الادا زکوٰۃ کی ادائیگی کی طرف توجہ کریں۔

دوست یہ بات بخوبی جانتے ہیں کہ زکوٰۃ اسلام کے بنیادی ارکان میں سے ایک رکن ہے۔ اور کوئی دوسرا چندہ اس کا قائم مقام نہیں ہوسکتا۔

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ ارشاد فرماتے ہیں کہ:-

"اگر تم روپیہ کماتے ہو اور کچھ روپیہ اپنی عارضی ضروریات کے لئے جمع کر لیتے ہو جس پر ایک سال گذر جاتا ہے تو اس پر زکوٰۃ ادا کرو۔ اور اگر کوئی شخص باقاعدگی سے زکوٰۃ ادا کرتا ہے تو یہ اس بات کا ثبوت ہے کہ وہ دنیا کو دین کی خاطر کماتا ہے۔ لیکن اگر کوئی شخص زکوٰۃ نہیں دیتا تو یہ اس بات کا ثبوت ہے کہ وہ دنیا محض دنیا کی خاطر کماتا ہے خدا تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے کا شوق اس کے دل میں نہیں۔ اگر واقعہ میں اس کے دل میں خدا تعالیٰ کا قرب اور اس کی محبت کو جذب کرنے کا احساس ہوتا، اگر دنیا کو وہ دین کی خاطر کما رہا ہوتا تو اس کا فرض تھا کہ وہ اپنے مال میں سے خدا تعالیٰ کا حق ادا کرتا۔ اور پوری دیانت داری کے ساتھ ادا کرتا۔ لیکن جب وہ زکوٰۃ نہیں ادا کرتا تو یہ اس بات کا ثبوت ہوتا ہے کہ وہ شیطان کا تابع ہے خدا تعالےٰ کے احکام کا تابع نہیں"۔

جملہ سیکرٹریان مال کو چاہیئے کہ اپنی اپنی جماعت کے صاحب نصاب احباب کو اس فریضہ کی طرف توجہ دلائیں تاکہ زکوٰۃ کی مد میں زیادہ سے زیادہ وصولی ممکن ہوسکے اگر ہمارے احباب اور ہماری بہنیں پورے طور پر جائزہ لیں بفضلہ تعالیٰ اکثر گھروں سے کچھ نہ کچھ زکوٰۃ نکل سکتی ہے۔ اللہ تعالےٰ سب کو اس فریضہ کی ادائیگی کی توفیق بخشے۔

زکوٰۃ کی تمام رقوم مرکز میں بھجوائی جانی ضروری ہیں۔ اور ایسی رقوم کو اپنے طور پر تقسیم کرنا شرعاً منع ہے۔

چندہ جلسہ سالانہ

جلسہ سالانہ میں اب صرف دو ماہ کا عرصہ باقی رہ گیا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے زمانہ مبارک سے یہ چندہ بھی چندہ عام اور حصہ آمد کی طرح لازمی چندہ ہے۔ اور اس کی شرح ہر دوست کی سال میں ایک ماہ کی آمد کا دسواں (۱/۱۰) یا سالانہ آمد کا ۱/۱۲۰ حصہ مقرر ہے۔ بقیہ

بقیہ: اس چندہ کی سو فیصدی ادائیگی جلسہ سالانہ سے قبل ہونا ضروری ہے تاکہ جلسہ کے کثیر اخراجات کا انتظام بروقت سہولت کے ساتھ ہوسکے۔

لہٰذا جن احباب اور جماعتوں نے تاحال اس چندہ کی سو فیصدی ادائیگی نہ کی ہو اُن کی خدمت میں گزارش ہے کہ وہ اس طرف جلد توجہ کرکے عند اللہ ماجور ہوں اور فرض شناسی کا ثبوت دیں۔

اللہ تعالیٰ جملہ احباب جماعت کو اس کی توفیق دے اور اپنے بے شمار فضلوں سے نوازے اور سب کا حافظ و ناصر ہو آمین۔

ناظر بیت المال قادیان

درخواستِ دُعا

مکرم سیٹھ محمد الیاس صاحب یادگیری نے اپنے کاروبار کی ایک شاخ دھنواڑہ (آندھرا) میں کھولی ہے اور اس کی ترقی کی خاطر پچاس روپے تحریک جدید میں زائد جمع کرائے ہیں۔ احباب سے دُعا کی درخواست ہے کہ اللہ تعالیٰ اس نئے کام کو بھی ہر رنگ میں مبارک کرے۔

خاکسار

ملک صلاح الدین ایم اے

وکیل المال تحریک جدید قادیان